معاویہ بن ابی سفیان کا کردار و عمل

(نصوص شریعت کی روشنی میں)

تصنیف

شیخ حسن بن علی السقاف

مرتب

خسرو قاسم

جملہ حقوق محفوظ مرتب

نام کتاب	:	معاویہ بن ابی سفیان کا کردار و عمل (نصوص شریعت کی روشنی میں)
تصنیف	:	شیخ حسن بن علی السقاف
مرتبہ	:	خسرو قاسم
صفحات	:	۵۶
سن اشاعت	:	۲۰۱۸ء
طباعت	:	مشکوٰۃ کمپیوٹرس، علی گڑھ، 9897674550

ملنے کا پتہ

Khusro Qasim

Ali Academy

3, Raipura Lodge,

Dodhpur, Aligarh - 202002 (INDIA)

Mob. 08755878084

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

معاویہ بن ابی سفیان کی مذمت میں کئی ایک احادیث صحیحہ اور بہت سی احادیث حسنہ موجود ہیں، لیکن ابن تیمیہ اور ان کے مقلدین نے ان کے سلسلے میں تاویل، تضعیف اور انکار کی روش اپنائی ہے اور بغیر کسی تحقیق کے بعض علمائے اہل سنت نے بھی انھیں کی تقلید اور پیروی کی ہے۔ مزید برآں معاویہ کے فضائل میں جھوٹی روایات وضع کی گئیں جن کی سندوں کو ابن تیمیہ اور ان کے متبعین نے معتبر قرار دینے، ان کی صحت ثابت کرنے اور ان سے استدلال کرنے میں بڑی عجلت سے کام لیا ہے (مجموع الفتاوی ۳۵/۶۴، الفتاوی الکبری ۴/۲۵۹) جب کہ بعض بڑے محدثین جیسے امام نسائی وغیرہ نے وضاحت کردی تھی کہ معاویہ کی فضیلت میں کوئی بھی روایت صحیح نہیں ہے۔

اس سلسلے کی بعض روایات مندرجہ ذیل ہیں:

(1) بخاری (447، 2812) اور مسلم (2916) نے کئی ایک الفاظ کے ساتھ روایت نقل کی ہے اور بخاری میں پہلی جگہ کے الفاظ یہ ہیں:

عمار تقتله الفئة الباغية يدعوهم إلى الجنة ويدعونه إلى النار(۲)

،ثم قال سيدنا عمار رضى الله عنه: أعوذ بالله من الفتن.

''عمار کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا، وہ اس گروہ کو جنت کی طرف بلائیں گے اور وہ گروہ انھیں جہنم کی طرف بلائے گا۔ اس کے بعد عمار رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں فتنوں سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں''۔

یہ حدیث اپنے مفہوم میں واضح ہے، اس میں سیدنا محمد ﷺ نے مندرجہ ذیل امور کی وضاحت فرما دی ہے:

(الف) معاویہ اور ان کا گروہ ایک باغی گروہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے اس

ارشاد میں باغی گروہ سے جنگ کرنے کا حکم دیا ہے:

﴿ فقاتلوا التی تبغی حتی تفیء إلی أمر الله ﴾

''تم باغی گروہ سے اس وقت تک جنگ کرو جب تک وہ حکم الٰہی کی طرف لوٹ نہ آئے''۔

اور ہمیں معلوم ہے کہ معاویہ کا یہ گروہ حکم الٰہی کی طرف کبھی بھی نہیں لوٹا۔

ایک دوسری جگہ اللہ کا ارشاد ہے:

﴿قل إنما حرم ربی الفواحش ما ظهر منها وما بطن والإثم والبغی بغیر الحق ..﴾(الأعراف:33)

''کہہ دیجئے کہ ہمارے پروردگار نے صرف بدکاریوں کو حرام کیا ہے چاہے وہ ظاہری ہوں یا باطنی اور گناہ اور ناحق ظلم کو۔۔۔''

(ب)معاویہ اور ان کا گروہ جہنم کی طرف بلانے والا ہے۔

ایسی صورت میں کیا کسی ایسے انسان کا دفاع کرنا جائز ہے جو لوگوں کو جہنم کی طرف بلائے ۔کیا ہمیں سیدنا رسول اللہ ﷺ سے ذرا بھی شرم نہیں آتی جو کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کہتے بلکہ جو کچھ ارشاد فرماتے ہیں، وہ وحی الٰہی پر مبنی ہوتا ہے۔

(ج)سیدنا علی اور ان کی جماعت جس کے ایک ممتاز فرد سیدنا عمار تھے، جنت کی طرف اور اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والے ہیں۔

ظاہر ہے کہ شرعی طور پر ہمیں سیدنا علی رضی اللہ عنہ، سیدنا عمار اور ان کی جماعت کی طرف ہونا چاہئے جو جنت کی طرف بلانے والے ہیں اور ہمیں معاویہ اور ان کے گروہ کے خلاف ہونا چاہئے جو جہنم کی طرف بلاتے ہیں اور یہ بات رسول اللہ ﷺ کی حدیث صحیح سے جو صحیح بخاری وغیرہ میں موجود ہے، ثابت ہے۔

کہاں ہیں وہ مومنین جو قرآن کی مندرجہ ذیل آیت کے مطابق اللہ اور اس کے رسول کے حکم کی پیروی کرنے والے ہیں:

﴿وما كان لمؤمن ولا مؤمنة إذا قضى الله ورسوله أمراً أن يكون لهما الخيرة من أمرهم ومن يعص الله ورسوله فقد ضل ضلالاً بعيداً ﴾. (الأحزاب:36)

''اور کسی مومن مرد یا عورت کو اختیار نہیں ہے کہ جب خدا و رسول کسی امر کے بارے میں فیصلہ کر دیں تو وہ بھی اپنے امر کے بارے میں صاحبِ اختیار بن جائے اور جو بھی خدا و رسول کی نافرمانی کرے گا وہ بڑی کھلی ہوئی گمراہی میں مبتلا ہوگا''۔

حافظ ابن حجر ''فتح الباری'' (1/543) میں لکھتے ہیں:

''اس حدیث میں نبوت کی نشانیوں میں سے ایک بڑی نشانی ہے، اس میں علی اور عمار کی فضیلت واضح ہے، مزید یہ کہ اس میں تردید ہے ان نواصب کی جو یہ گمان کرتے ہیں کہ سیدنا علی اپنی جنگوں میں حق پر نہیں تھے''۔

میں کہتا ہوں کہ یہ گمان کرنے والے ابن تیمیہ حرانی ہیں جن کو مجسمہ اور مشبہ شیخ الاسلام کے لقب سے یاد کرتے ہیں جب کہ یہ لقب دینا حرام ہے بطور خاص ایک ایسے شخص کے لیے جو اللہ کو نوخیز امرد سے تشبیہ دے اور اس تعلق سے منقول حدیث کی صحت کا قائل ہو اور یہ کہے کہ یہ خواب نہیں بلکہ ننگی آنکھوں سے کھلا مشاہدہ ہے۔ (التأسيس في الرد على أساس التقديس 3/241، مخطوط)

اس قسم کی ہفوات وخرافات سے اللہ کی ذات بلند وبالا ہے:

﴿ سبحان ربك رب العزة عما يصفون ﴾. (الصافات:180)

''آپ کا پروردگار جو مالک عزت بھی ہے، ان کے بیانات سے پاک و پاکیزہ ہے''۔

ابن تیمیہ اپنی کتاب ''منہاج السنۃ'' (4/500) میں لکھتے ہیں:

ثم يقال لهؤلاء الرافضة: لو قالت لكم النواصب: علي قد استحلّ دماء المسلمين، وقاتلهم بغير أمر الله ورسوله على رياسته، وقد قال النبي صلى الله عليه وسلم: سباب المسلم فسوق وقتاله كفر، وقال: لا ترجعوا

بعدی کفاراً یضرب بعضکم رقاب بعض فیکون علیٌّ کافراً لذلک،لم تکن حجتکم أقوی من حجتهم،لأن الأحادیث التی احتجوا بها صحیحة. وأیضاً فیقولون:قتل النفوس فساد فمن قتل النفوس علی طاعته کان مریداً للعلو فی الأرض والفساد.وهذا حال فرعون ....

''پھر ان روافض سے کہا جائے گا کہ اگر نواصب تم سے یہ کہیں کہ علی نے اپنی ریاست وحکومت کے لیے مسلمانوں کا خون کیا اور اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے بغیر ان سے جنگ کی جب کہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس سے جنگ کرنا کفر ہے،اسی طرح آپ کا یہ ارشاد کہ میرے بعد کفر کی طرف تم مت لوٹ جانا کہ باہم ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو تو اس حساب سے علی کافر قرار پائیں گے اور تمھاری دلیل ان کی دلیل سے قوی نہیں ہوگی کیوں کہ جن احادیث سے انھوں نے حجت پکڑی ہے،وہ صحیح ہیں،وہ اپنی دلیل میں یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ جانوں کو قتل کرنا فساد ہے۔ جو اپنی اطاعت کرانے کے لیے جانوں کو قتل کرے،وہ زمین میں فساد اور اپنی بڑائی چاہتا ہے اور یہ حال تو فرعون کا تھا۔۔۔''

ذرا دیکھو!کس طرح ابن تیمیہ نے نواصب کے قول کی تائید کی ہے اور یہ بتایا ہے کہ دلیل کے لحاظ سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے کافر ہونے کی دلیل زیادہ قوی اور زیادہ صحیح ہے اور آں کرم اللہ وجہہ کا حال فرعون جیسا ہے۔

جو نواصب یہ بات کہتے ہیں،وہ کوئی اور نہیں،ابن تیمیہ خود ہیں،وہ اقوال وضع کرتے ہیں اور نامعلوم لوگوں کی طرف ان کو منسوب کردیتے ہیں جب کہ وہ خود ان کے اقوال ہوتے ہیں اور خود ان کا عقیدہ ہوتا ہے۔

لیکن یہ بے چارے قرآن کریم میں اللہ کا قول:﴿ **فقاتلوا التی تبغی** ﴾اور صحاح میں موجود نبی ﷺ کا ارشاد:(**إنها الفئة الباغیة الداعیة إلی النار**) بھول گئے اور اپنے نواصب بھائیوں کی حکایت بیان کر ڈالی جب کہ اس سے مراد خود ان کی اپنی ذات

ہے،کوئی غیرنہیں اوران کی تائید کرڈالی اور یہ کہہ دیا کہ ان کی دلیل زیادہ قوی ہے۔اسی طرح حدیث کے یہ بڑے حافظ سیدنا علی رضی اللہ عنہ وارضاہ کا یہ قول بھی بھول گئے:

أمرت بقتال الناكثين والقاسطين والمارقين.

''حق سے انحراف کرنے ،حکم کی خلاف ورزی کرنے اور دین سے نکل جانے والوں کے خلاف مجھے جنگ کرنے کا حکم دیا گیا ہے''۔

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا تھا:

ان منكم من يقاتل على تاويل القرآن كما قاتلت على تنزيله.قال ابوبكر:أنا هو يا رسول الله؟قال:لا،قال عمر:أنا هو يا رسول الله؟قال:لا،ولكن خاصف النعل.قال :وكان أعطى علياً نعله يخصفه.

''تم میں سے قرآن کی تاویل پر اسی طرح قتال کرے گا جس طرح میں نے اس کے نزول پر قتال کیا ہے۔ یہ سن کر ابوبکر نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا وہ میں ہوں؟ آپ نے فرمایا: نہیں۔عمر نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا وہ میں ہوں؟ آپ نے فرمایا: نہیں۔ بلکہ وہ جوتے گانٹھنے والے صاحب ہیں۔آپ ﷺ نے علی کو اپنے جوتے گانٹھنے کے لیے دے دیے تھے''۔

اس حدیث کو ابن حبان نے اپنی صحیح (385/15) میں اور ابویعلی نے اپنی مسند (341/2) میں روایت کیا ہے اور اس حدیث پر صحیح ہونے کا حکم لگایا ہے۔علامہ ہیثمی اپنی کتاب مجمع الزوائد (186/5) میں لکھتے ہیں: اس حدیث کو ابویعلی نے روایت کیا ہے اور اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ صحابہ کی ایک مختصر جماعت جو جنگ سے کنارہ کش رہی اور اس نے علی اور ان کی جماعت جو جنت کی طرف بلا رہی تھی، اس کے ساتھ مل کر جنگ نہیں کی، حد درجہ نادم تھی جیسا کہ ابن عمر کہتے ہیں:

ما وجدت في نفسي من شيء في أمر هذه الآية ما وجدت في نفسي

أنی لم أقاتل هذه الفئة الباغية كما أمرنی الله عز وجل.

''اس آیت میں موجود حکم کے تعلق سے میرے دل میں کبھی اتنا ملال نہیں ہوا جتنا اس بات سے ہوا کہ میں نے اس باغی گروہ سے جنگ کیوں نہیں کی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا تھا''۔

اس حدیث کو امام حاکم نے اپنی ''مستدرک''(3/115) میں ذکر کیا ہے اور یہ حدیث صحیح ہے۔

امام ذہبی سیر اعلام النبلاء(177/2) میں لکھتے ہیں:

ولاريب أن عائشة ندمت ندامة كلية على مسيرها الى البصرة وحضورها يوم الجمل.

''اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بصرہ جانے اور جنگ جمل میں شریک ہونے پر کلی طور پر سخت نادم تھیں''۔

ابن تیمیہ اپنی کتاب ''منہاج السنۃ''(4/514) میں یہ بھی لکھتے ہیں:

وعلی عاجز عن مقاومة المرتدين الذين هم من الكفار أيضاً .

''علی ان مرتدین سے جو کفار تھے، مقابلہ کرنے سے عاجز بھی تھے''۔

یہ ابن تیمیہ کی کم فہمی اور ان کے قلم کی خیانت ہے جو تعبیر میں اس قسم کی غلطی کرتا ہے۔ یا خواہش نفس کے دباؤ میں تعصب میں گرفتار ہو کر انھوں نے ایسا لکھا ہے۔

حافظ ابن حجر نے اپنی کتاب ''الدرر الكامنة ''(1/155) میں لکھا ہے کہ یہ بات سیدنا علی کے بارے میں خود ابن تیمیہ نے کہی ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

ومنهم من ينسبه إلى النفاق لقوله فی علی ما تقدم ولقوله إنه كان مخذولاً حيث ما توجَّه ، وإنه حاول الخلافة مراراً فلم ينلها ، وإنما قاتل للرياسة لا للديانة ، ولقوله إنه كان يحب الرياسة ، وإن عثمان كان يحب المال ، ولقوله أبو بكر أسلم شيخاً يدری ما يقول وعلی أسلم صبياً

والصبی لا یصح إسلامه علی قول(انظر:منهاج السنة 7/155).... وبکلامه فی قصة خطبة بنت أبی جهل ومات وما نسیها ....وقصة أبی العاص ابن الربیع وما یؤخذ من مفهومها فإنه شنّع فی ذلک .فألزموه بالنفاق لقوله صلی الله علیه وآله وسلم :ولا یبغضک إلا منافق ....وکان إذا حوقق وألزم یقول لم أرد هذا إنما أردت کذا!فیذکر احتمالا بعیداً ...).

''بعض لوگوں نے ان پر نفاق کا الزام عائد کیا ہے، کیوں کہ علی کے سلسلے میں انھوں نے وہ بات کہی جو گزشتہ اوراق میں بیان ہوچکی ہے اور انھوں نے یہ کہا کہ علی رضی اللہ عنہ کو بے یارومددگار چھوڑ دیا گیا تھا، کسی نے ان پر توجہ نہیں دی، علی رضی اللہ عنہ نے خلافت کے لیے بار بار کوشش کی لیکن وہ اسے حاصل نہیں کرسکے، انھوں نے جنگ دین کے لیے نہیں بلکہ حکومت کے لیے کی، وہ حکومت کے خواہش مند تھے۔ عثمان رضی اللہ عنہ مال ودولت سے محبت کرتے تھے، اسی طرح انھوں نے یہ کہا کہ ابوبکر تو بڑھاپے میں اسلام لائے، وہ جو کچھ کہتے تھے، اسے سمجھتے تھے۔ اور ایک قول کے مطابق علی رضی اللہ عنہ بچپن میں اسلام لائے اور اس عمر کا اسلام صحیح نہیں ہوتا ہے۔ ابوجہل کی بیٹی کو علی نے نکاح کا پیغام دیا، یہ بات نبی اکرم ﷺ وفات تک بھول نہ سکے۔ یہی حال ابوالعاص بن ربیع کے واقعہ کا ہے، اس کا جو مفہوم اخذ کیا گیا ہے، اس پر ان کی مذمت کی گئی ہے۔ نبی اکرم کی حدیث: اے علی! تم سے کوئی منافق ہی بغض رکھے گا، سے استدلال کرتے ہوئے ان پر نفاق کا الزام لگایا گیا ہے۔ جب ان کے ان اقوال کی تحقیق کی گئی اور الزام عائد کیا گیا تو انھوں نے کہا کہ میری مراد یہ نہیں تھی بلکہ میرا مطلب یہ تھا اور وہ تھا۔ اس طرح وہ دور کے احتمالات ذکر کرتے تھے''۔

ناصبیوں کے بڑے بڑے سردار اور غفلت میں ڈوبے ہوئے لوگ ان تمام باتوں سے آنکھیں بند کیے رہتے ہیں جو ابن تیمیہ طعن وتشنیع کی زبان میں کہتے ہیں جیسے سیدنا علی جیسے بڑے صحابی اور سردار کے بارے میں، اسے تم ایک معمولی بات سمجھتے ہو لیکن معاویہ

کے سلسلے میں کچھ کہنا غلطی کہی جاتی ہے جب کہ انھوں نے اسلام کو ڈھادیا اور اس پر طعنہ زنی کی ہے۔

ابن حجر ''لسان المیزان'' (6/319-320) میں ابن تیمیہ کے تعلق سے یہ بھی لکھتے ہیں:

وكم من مبالغة لتوهين كلام الرافضي أدته أحياناً إلى تنقيص علي رضي الله عنه.

''رافضی کے کلام کی توہین میں مبالغہ کرتے کرتے بسا اوقات وہ علی رضی اللہ عنہ کی تنقیص کر بیٹھتے تھے''۔

ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ ابن تیمیہ اپنی کتابوں میں معاویہ کی مدح کرتے، ان کی عظمت بیان کرتے، ان کی تعریف کرتے اور بڑی گرم جوشی کے ساتھ ان کی حمایت کرتے ہیں۔

(2) کتب صحاح اور سنن میں ایسی احادیث موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ معاویہ لوگوں کو حکم دیتے تھے کہ وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گالی دیں۔ یہ ایک بڑا گناہ ہے جیسا کہ شریعت میں ثابت ہے۔

مسلم نے اپنی صحیح (2404) میں عامر بن سعد بن ابی وقاص سے روایت نقل کی ہے، وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے بیان کیا:

امر معاوية بن ابی سفيان سعدا، فقال: ما منعك ان تسب ابا التراب؟ فقال: اما ما ذكرت ثلاثا، قالهن له رسول الله صلى الله عليه وسلم، فلن اسبه لان تكون لى واحدة منهن احب إلى من حمر النعم، سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم، يقول له : خلفه فى بعض مغازيه، فقال له على : يا رسول الله، خلفتنى مع النساء والصبيان، فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم : اما ترضى ان تكون منى بمنزلة هارون من

موسی، إلا انه لا نبوة بعدی، وسمعته يقول يوم خيبر : لاعطين الراية رجلا يحب الله ورسوله، ويحبه الله ورسوله،قال: فتطاولنا لها، فقال:ادعوا لی علیا، فاتی به ارمد فبصق فی عینه، ودفع الراية إليه ففتح الله عليه، ولما نزلت هذه الآية : فقل تعالوا ندع ابناء نا وابناء کم سورة آل عمران آية 61، دعا رسول الله صلى الله عليه وسلم علیا، وفاطمة، وحسنا، وحسينا، فقال: اللهم هؤلاء اهلی.

''معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کو امیر کیا تو کہا : تم کیوں برا نہیں کہتے ابوتراب کو؟ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے کہا : میں تین باتوں کی وجہ سے، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائیں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو برا نہیں کہوں گا، اگر ان باتوں میں سے ایک بھی مجھ کو حاصل ہو تو وہ مجھے لال اونٹوں سے زیادہ پسند ہے، میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب آپ نے کسی لڑائی پر جاتے وقت ان کو مدینہ میں چھوڑا، انہوں نے کہا : یا رسول اللہ ! آپ نے مجھے عورتوں اور بچوں کے ساتھ چھوڑ دیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ تمہارا درجہ میرے پاس ایسا ہو جیسا ہارون علیہ السلام کا تھا موسیٰ علیہ السلام کے پاس، پر اتنا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے . اور میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے خیبر کے دن: کل میں ایسے شخص کو نشان دوں گا جو محبت رکھتا ہے اللہ اور اس کے رسول سے اور اللہ اور رسول بھی محبت رکھتا ہے اس سے . یہ سن کر ہم انتظار کرتے رہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : علی کو بلاؤ. وہ آئے تو ان کی آنکھیں دکھتی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھ میں تھوک ڈالا اور نشان (علم) ان کے حوالے کیا، پھر اللہ تعالیٰ نے فتح دی ان کے ہاتھ پر اور جب یہ آیت اتری نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُم بلائیں ہم اپنے بیٹوں کو اور تم اپنے بیٹوں کو۔ (یعنی آیت مباہلہ) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کو، پھر

فرمایا :یااللہ ! یہ میرے اہل ہیں‘‘۔

ذرا غور کریں کہ کس طرح معاویہ صحابہ کو حکم دے رہے ہیں کہ وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گالی دیں۔

ابن ماجہ نے اپنی سنن (121) میں صحیح سند کے ساتھ سعد بن ابی وقاص سے روایت نقل کی ہے،وہ بیان کرتے ہیں:

قدم معاوية فی بعض حجاته ، فدخل عليه سعد فذكروا عليا فنال منه ، فغضب سعد ، وقال:تقول هذا لرجل سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول:من كنت مولاه فعلی مولاه،وسمعته يقول:انت منی بمنزلة هارون من موسی ، إلا انه لا نبی بعدی،وسمعته يقول:لاعطين الراية اليوم رجلا يحب الله ورسوله.

’’معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے ایک سفر حج میں آئے تو سعد رضی اللہ عنہ ان کے پاس ملنے آئے،لوگوں نے علی رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کیا تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ کو نامناسب الفاظ سے یاد کیا،اس پر سعد رضی اللہ عنہ ناراض ہو گئے اور بولے : آپ ایسا اس شخص کی شان میں کہتے ہیں جس کے بارے میں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے : جس کا مولیٰ میں ہوں،علی اس کے مولیٰ ہیں،اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے یہ بھی سنا : تم (یعنی علی) میرے لیے ویسے ہی ہو جیسے ہارون موسیٰ کے لیے، مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں، نیز میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا : آج میں لڑائی کا جھنڈا ایسے شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے‘‘۔

یہ روایت واضح کرتی ہے کہ معاویہ،سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گالی دیتے تھے،انھوں نے اپنے امراء کو بھی حکم دے رکھا تھا کہ وہ سیدنا علی کو گالی دیں اور وہ امراء عوام کو بھی اسی کا حکم دیں۔اس کی دلیل یہ حدیث ہے:

مسلم نے اپنی صحیح (2409) میں جلیل القدر صحابی سہل بن سعد سے روایت نقل کی

ہے، وہ کہتے ہیں:

استعمل على المدينة رجل من آل مروان، قال: فدعا سهل بن سعد فامره ان يشتم عليا، قال: فابى سهل، فقال له: اما إذ ابيت، فقل: لعن الله ابا التراب، فقال سهل: ما كان لعلى اسم احب إليه من ابى التراب، وإن كان ليفرح إذا دعى بها.......

''مدینہ میں ایک شخص مروان کی اولاد میں سے حاکم ہوا۔ اس نے سہل کو بلایا اور حکم دیا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گالی دینے کا۔ سہل نے انکار کیا۔ وہ شخص بولا: اگر تو گالی دینے سے انکار کرتا ہے تو کہہ لعنت ہو اللہ کی ابوتراب پر۔ سہل نے کہا: سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو کوئی نام ابوتراب سے زیادہ پسند نہ تھا اور وہ خوش ہوتے تھے اس نام کے ساتھ پکارنے سے''۔

اس سے ثابت ہو جاتا ہے کہ معاویہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گالی دیتے تھے، لوگوں کو گالی دینے کا حکم بھی دیتے تھے۔ جب کہ نبی اکرم ﷺ سے یہ حدیث ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا:

من سب عليا فقد سبنى

''جس نے علی رضی اللہ عنہ کو گالی دی، اس نے مجھے گالی دی''۔

مسند احمد (323/6) میں بہ سند صحیح ابو عبداللہ جدلی سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں:

دخلت على أم سلمة فقالت لى: أيسب رسول الله ﷺ فيكم؟ قلت: معاذالله أو سبحان الله أو كلمة نحوها! قالت: سمعت رسول الله ﷺ يقول: من سب عليا فقد سبنى.

''میں سیدہ ام سلمہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انھوں نے پوچھا: کیا تمھارے درمیان نبی اکرم ﷺ کو گالی دی جاتی ہے؟ انھوں نے کہا: معاذ اللہ، سبحان اللہ! ام سلمہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جس نے علی کو گالی دی، اس نے مجھے گالی دی''۔

اس روایت کو امام حاکم (121/3) نے بھی روایت کیا ہے، البتہ اس میں یہ اضافہ ہے:

و من سبنی فقد سب الله.

''اور جس نے مجھے گالی دی،اس نے اللہ کو گالی دی''۔

معاویہ اور ان کی جماعت کا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گالی دینا مشہور اور متواتر ہے ،ضرورت ہے کہ اس موضوع پر ایک مستقل کتاب تصنیف کر دی جائے۔

مختصر یہ کہ معاویہ علی کو گالی دیتے تھے اور دوسروں کو گالی دینے کا حکم دیتے تھے جب کہ نبی اعظم ﷺ کا ارشاد یہ ہے کہ جس نے علی کو گالی دی،اس نے مجھے گالی دی۔

ایسی صورت میں کیا آپ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہیں یا معاویہ کے ساتھ جو یہ جانتے ہوئے علی کو گالی دے رہے ہیں کہ اس کی ضرب رسول اللہ ﷺ پر پڑتی ہے۔اور پھر کیا ہمارے لیے جائز ہوگا کہ ہم ایسے لوگوں کا دفاع کریں جو علی رضی اللہ عنہ کو اور رسول اللہ ﷺ کو گالی دیتے ہوں۔

(3) نبی اکرم ﷺ کی معاویہ کے حق میں یہ بددعا: اللہ اسے شکم سیر نہ کرے۔

اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کی یہ بددعا قبول فرمائی،اس کے بعد پھر کبھی معاویہ کو آسودگی حاصل نہیں ہوئی۔ذہبی نے سیر اعلام النبلاء (123/3) میں لکھا ہے کہ اس کے بعد معاویہ کبھی آسودہ نہیں ہوئے ،ان کا شمار بہت زیادہ کھانا کھانے والوں میں ہوتا ہے۔اسی لیے ان کا پیٹ بہت بڑھ گیا تھا اور باہر نکل آیا تھا،وہ کھڑے ہو کر خطبہ دینے کا لائق نہیں رہ گئے تھے،اسی اسلام کی تاریخ مین وہی پہلے شخص ہین جس نے بیٹھ کر خطبہ دیا۔(مصنف ابن ابی شیبہ،247/7) امام مسلم نے اپنی صحیح (2604) میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا:

اذھب و ادع لی معاویة،قال:فجئت فقلت:ھو یأکل،قال:ثم قال لی : اذھب فادع لی معاویة .قال:فجئت فقلت:ھو یأکل فقال:لا أشبع الله بطنه .

''جا معاویہ کو بلا لا۔ میں گیا، پھر لوٹ آیا اور میں نے کہا :وہ کھانا کھاتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا : جا اور معاویہ کو بلا لا۔ میں پھر لوٹ کر آیا اور کہا : وہ کھانا کھاتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اللہ اس کا پیٹ نہ بھرے''۔

سنن کے مصنف امام نسائی کو محض اس جرم میں شہید کر دیا گیا کہ انھوں نے یہ حدیث شام میں بیان کر دی تھی۔ امام ذہبی نے اپنی کتاب ''تذکرۃ الحفاظ'' (699/2) میں امام نسائی کے حوالے سے لکھا ہے کہ انھوں نے بیان کیا:

دخلت دمشق والمنحرف عن علي بها كثير فصنفت كتاب الخصائص رجوت أن يهديهم الله.

''میں شام میں داخل ہوا، وہاں دیکھا کہ علی رضی اللہ عنہ سے منحرف ہونے والوں کی بڑی تعداد ہے تو میں نے اس امید پر اپنی کتاب خصائص لکھی کہ شاید اللہ انھیں ہدایت دے''۔ امام ذہبی نے ''سیر اعلام النبلاء'' (14/132) میں ذکر کیا ہے کہ امام نسائی اپنی عمر کے آخری حصے میں مصر سے نکلے اور دمشق پہنچے، وہاں ان سے معاویہ اور ان کے فضائل سے متعلق سوال کیا گیا تو انھوں نے جواب دیا:

ألا يرضى رأساً برأس حتى يُفَضَّل؟قال:فما زالوا يدفعون في خصيتيه حتى أُخْرِجَ من المسجد ، .....قال الدارقطني :خرج حاجاً فامْتُحِنَ بدمشق وأدرك الشهادة .

''کیا وہ اس بات سے راضی نہیں کہ برابر سرابر ہی چھوٹ جائیں چہ جائے کہ ان کی فضیلت بیان کی جائے۔ یہ سنتے ہی لوگ ان پر پل پڑے اور ان کے خصیے پر چوٹیں مار کر انھیں مسجد سے باہر نکال دیا۔ امام دارقطنی کہتے ہیں کہ امام نسائی حج کے لیے نکلے تھے لیکن دمشق میں آزمائش میں پڑ گئے اور وہیں ان کی شہادت ہوگئی''۔

امام ذہبی نے اپنی کتاب ''سیر اعلام النبلاء'' (14/129-130) میں صاحب سنن امام نسائی کے ترجمہ میں لکھا ہے کہ امام نسائی سے کہا گیا کہ معاویہ کے فضائل میں حدیث کیوں نہیں بیان کرتے ؟ انھوں نے جواب دیا: کون سی فضیلت بیان کروں کیا یہ بیان

کروں کہ نبی اکرم ﷺ نے انھیں یہ بددعا دی تھی کہ اے اللہ! معاویہ کا کبھی پیٹ نہ بھرے۔ یہ جواب سن کر سائل خاموش ہوگیا''۔

امام ذہبی نے یہاں معاویہ کے متعلق لکھا ہے:

وقد كان معاوية معدوداً من الأكلة.

''معاویہ کا شمار زیادہ کھانا کھانے والوں میں ہوتا تھا''۔ یہ ذہبی کی طرف سے واضح اعتراف ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی دعا معاویہ کے حق میں صحیح ثابت ہوئی۔ اسی طرح یہ اس بات کا بھی ثبوت ہے کہ حدیث: **لا أشبع الله بطنه** کی اس حدیث سے تاویل باطل اور ضعیف ہے جس میں یہ مذکور ہے:

اللهم من سببته أو شتمته أو لعنته فاجعلها له رحمة وزكوة.

''اے اللہ! میں نے جس کسی کو گالی دی ہے، برا بھلا کہا ہے یا اس پر لعنت کی ہے تو تو اس کے حق میں اسے رحمت اور اس کے گناہوں کو پاک کرنے کا ذریعہ بنا دے''۔

اس حدیث کو معاویہ کے حق میں منقبت قرار دینا درست نہیں ہے۔

بہرحال معاویہ کے حق میں نبی اکرم ﷺ کے ارشاد: ''**لا أشبع الله بطنه**'' (صحیح مسلم: 2604) کی ایک دوسری حدیث: ''**اللهم من كنت لعنته أو سببته فاجعلها له رحمة**'' سے تاویل دو وجہوں سے باطل ہے:

(۱) ذہبی نے خود اعتراف کیا ہے کہ معاویہ زیادہ کھانا کھانے والوں میں سے تھے جس کا صاف مطلب ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی بددعا ان کو لگ گئی، اسی لیے ان کا پیٹ بھاری ہوگیا تھا اور وہ کھڑے ہو کر خطبہ دینے کے قابل نہیں رہ گئے تھے، اس کا مطلب ہوا کہ نبی ﷺ کی بددعا کا اثر ہوگیا اور یہ واضح طور پر معاویہ کی مذمت ہے۔

(۲) حدیث زیر بحث مطلق نہیں بلکہ مقید ہے۔ مسلم نے اپنی صحیح (2603) میں انس بن مالک سے حدیث نقل کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

فأيما أحد دعوت عليه من أمتي بدعوة ليس لها بأهل أن يجعلها له

طهوراً وزكاة.

''اپنی امت میں سے جس کسی کو میں نے ایسی بددعا دی ہو جس کا مستحق نہیں تھا تو اس کے حق میں میری بددعا کو اس کی طہارت اور صفائی کا ذریعہ بنا دے''۔اس حدیث میں استعمال یہ جملہ:'' **ليس لها بأهل** ''بتا رہا ہے کہ ممکن ہے کہ معاویہ اس بددعا کے مستحق ہوں اور جیسا کہ اصول ہے کہ کسی دلیل میں اگر احتمال پیدا ہو جائے تو اس سے استدلال باطل ہو جاتا ہے۔

(4)امام احمد بن حنبل روایت کرتے ہیں کہ معاویہ اپنے دور خلافت میں شراب پیتے تھے۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿انما الخمر والميسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشيطان فاجتنبوه﴾

''شراب، جوئے، انصاب اور پانسے سب شیطانی فعل ہیں،ان سے پرہیز کرو''۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

لا يزني الزاني حين يزني وهو مؤمن ولا يشرب الخمر حين يشرب وهو مؤمن. (صحيح البخاری:2475)

''کوئی زانی زنا کرتے وقت مومن نہیں رہ جاتا،اسی طرح کوئی شرابی شراب پیتے وقت مومن نہیں رہ جاتا''۔

شراب کی مذمت میں بہت سی احادیث مروی ہین اور وہ مشہور ہی نہیں بلکہ متواتر ہیں اور شراب کی حرمت دین میں ایک بدیہی علم ہے جسے ایک عالم اور بے پڑھا لکھا شخص بھی جانتا ہے۔امام احمد بن حنبل اپنی مسند() میں عبداللہ بن بریدہ سے روایت نقل کی ہے، وہ بیان کرتے ہیں:

دخلت أنا وأبي على معاوية فأجلسا على الفرش،ثم أتينا بالطعام

فأكلنا،ثم أتينا بالشراب فشرب معاوية ثم ناول أبی ثم قال:ما شربته منذ حرمه رسول الله ﷺ.

''میں اور میرے والد معاویہ کے یہاں گئے،انھوں نے ہم دونوں کو فرش پر بٹھایا۔پھر کھانا لایا گیا،ہم نے کھانا کھایا۔اس کے بعد شراب لائی گئی،معاویہ نے اسے پیا اور میرے والد کی طرف بھی پینے کے لیے بڑھایا تو میرے والد نے کہا: جب سے رسول اللہ ﷺ نے شراب حرام کی ہے، میں نے شراب نہیں پی''۔

(شعیب ارنووط نے سیر اعلام النبلاء (52/5) پر اپنی تعلیق میں اس حدیث کو حسن کہا ہے اور اس حدیث کو ابن عساکر نے تاریخ دمشق (127/27) میں بھی روایت کیا ہے۔حافظ ہیثمی مجمع الزوائد (42/5) میں لکھتے ہیں کہ اس حدیث کے رجال صحیح کے رجال ہیں) معاویہ نے صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ قافلے کے قافلے ان کے لیے شراب لاتے تھے اور وہ اس کی تجارت کرتے تھے۔چنانچہ ذہبی سیر اعلام النبلاء (2/9-10) میں معاویہ کے ذریعے شراب کی تجارت کرنے کے تعلق سے لکھتے ہیں:

يحيى بن سليم عن ابن خثيم عن إسماعيل بن عبيد بن رفاعة عن أبيه : أن عبادة بن الصامت مَرَّتْ عليه قِطَارة وهو بالشام تحمل الخمر ، فقال : ما هذه ؟ أزيت ؟!قيل:لا بل خمر يباع لفلان فأخذ شفرة من السوق ؛ فقام إليها فلم يذر فيها راوية إلا بقرها.وأبو هريرة إذ ذاک بالشام فأرسل فلانٌ إلى أبی هريرة فقال:ألا تمسک عنا أخاک عبادة ؟!أما بالغدوات فيغدو إلى السوق يفسد على أهل الذمة متاجرهم ، وأما بالعشی فيقعد فی المسجد ليس له عمل إلا شتم أعراضنا وعيبنا .قال:فأتاه أبو هريرة فقال : يا عبادة مالک ولمعاوية ذره وما حمل.فقال لم تكن معنا إذ بايعنا على السمع والطاعة والأمر بالمعروف والنهی عن المنكر وألا يأخذنا فی الله لومة لائم ، فسكت أبو هريرة وكتب فلان إلى عثمان إن عبادة قد أفسد

عليّ الشام.

''یحی بن سلیم روایت کرتے ہیں ابن خثیم سے، وہ روایت کرتے ہیں اسماعیل بن عبید بن رفاعہ سے، وہ روایت کرتے ہیں اپنے والد سے، انھوں نے بیان کیا کہ شام میں اقامت کے دوران ایک دن عبادہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس سے ہوکر اونٹوں کی ایک ایسی قطار گزری جس پر شراب لدی ہوئی تھی۔ انھوں نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ کیا یہ تیل ہے؟ انھیں بتایا گیا کہ نہیں بلکہ شراب ہے جو فلاں (معاویہ کا نام جہاں بھی آتا ہے، وہاں ان کا نام چھپا کر بہت سے راوی یہی تعبیر اختیار کرتے ہیں، ان کے نام کی وضاحت اگلی روایت میں آرہی ہے) کے لیے بیچی جائے گی۔ یہ سن کر انھوں نے بازار سے ایک بڑی چوڑی چھری خریدی اور سارے چمڑے کے برتن جن میں شراب بھری ہوئی تھی، کاٹ ڈالے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ان دنوں شام میں تھے۔ فلاں نے ان کی طرف ایک آدمی انھیں بلانے کے لیے بھیجا جب وہ آگئے تو فلاں نے کہا: تم اپنے بھائی عبادہ کو ہم سے باز کیوں نہیں رکھتے؟ ہر صبح کو وہ بازار پہنچ جاتے ہیں اور وہاں ذمی تاجروں کو بھڑکاتے ہیں، شام ہوتے ہی مسجد میں بیٹھ جاتے ہیں اور وہاں صرف ہماری عیب جوئی اور نکتہ چینی کرتے ہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ یہ باتیں سن کر ابو ہریرہ سیدنا عبادہ کے پاس آئے اور ان سے کہا: اے عبادہ! آپ کو کیا ہوگیا ہے، آپ معاویہ کو اور ان کے لیے لاد کر جو کچھ لایا جاتا ہے، اسے نظر انداز کردیں۔ عبادہ نے جواب دیا: تم اس وقت ہمارے ساتھ نہیں تھے جب ہم نے اس بات پر بیعت کی تھی کہ ہم سنیں گے، اطاعت کریں گے، معروف کا حکم دیں گے، منکر سے منع کریں گے اور یہ کہ ہم دین الٰہی کے سلسلے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پروا نہیں کریں گے۔ یہ سن کر ابو ہریرہ خاموش ہوگئے اور پھر فلاں نے عثمان کو لکھا کہ عبادہ نے شام میں میرے لیے فساد کھڑا کردیا ہے''۔

عبادہ نے اسی طرح معاویہ کے کئی ایک خلاف اسلام کاموں پر شدت سے نکیر کی جیسے سودی کاروبار وغیرہ جیسا کہ صحیح مسلم(1587)اور سنن نسائی(4562)وغیرہ میں

ثابت ہے۔

شراب کے معاملے میں معاویہ تنہا نہیں تھے بلکہ ان کے ساتھی، ان سے محبت کرنے والے اور ان کے احباب شراب کی تجارت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت سے کرتے تھے، چنانچہ یہ حدیث ثابت ہے کہ عمر بن خطاب نے سمرہ پر لعنت بھیجی تھی کیوں کہ وہی پہلے شخص تھے جنھوں نے شراب بیچنے کی اجازت دی تھی۔اور یہ بات معلوم ہے کہ سمرہ معاویہ کے طرف دار اور ان کے احباب میں سے تھے۔امام مسلم نے اپنی صحیح (1582) میں ابن عباس سے روایت نقل کی ہے، وہ بیان کرتے ہیں:

بلغ عمر أن سَمُرَة باع خمراً فقال:قاتل الله سَمُرَة ألم يعلم أن رسول الله قال لعن الله اليهود حُرِّمَت عليهم الشحوم فجَمَلوها فباعوها.

''عمر رضی اللہ عنہ کو یہ خبر ملی کی سمرہ نے شراب بیچی ہے تو انھوں نے کہا:اللہ سمرہ کو ہلاک کرے کیا انھیں معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:اللہ یہود پر لعنت فرمائے، چربی ان کے لیے حرام کی گئی تو انھوں نے اسے پگھلا کر فروخت کر دیا''۔

یہ روایت صحیح بخاری (2223) میں بھی موجود ہے لیکن امام بخاری نے سمرہ کا نام حذف کر کے ان کی جگہ لفظ فلاں لکھ دیا ہے تا کہ ان کے جرم پر پردہ پڑا رہے اور یہ امام بخاری کی عادت ہے۔سعید بن منصور نے اپنی سنن (819) میں حسن سند کے ساتھ ابن عمر سے روایت نقل کی ہے کہ:

قال عمر بن الخطاب :لعن الله فلاناً فإنه أول من أذن في بيع الخمر، وإن التجارة لا تحل إلا فيما يحل أكله وشربه.

''عمر بن خطاب نے کہا:اللہ فلاں پر لعنت کرے کیوں کہ وہی پہلا شخص ہے جس نے شراب بیچنے کی اجازت دی۔تجارت صرف انہی اشیاء کی جائز اور حلال ہے جن کا کھانا پینا جائز ہے''۔

فطری بات ہے کہ یہاں عمر بن خطاب نے فلاں کا لفظ نہیں استعمال کیا ہوگا بلکہ

صراحت کے ساتھ سمرہ کا نام لیا ہوگا لیکن راویوں نے معاویہ یا بنوامیہ کے خوف سے نام نہیں لیا یا ان کا ارادہ یہ ہوا کہ سمرہ کے جرم پر پردہ ڈال دیں۔

فلاں سے کون مراد ہے،اس کی وضاحت یعقوب بن شیبہ نے اپنی مسند عمر بن خطاب (1/47) میں اس طرح کی ہے:

عن طاووس قال:بلغ عمر رضی الله عنه أن سَمُرَة با ع خمراً .

''طاوس سے روایت ہے،انھوں نے کہا کہ عمر بن خطاب کو خبر ملی کہ سمرہ نے شراب بیچی ہے''۔

اسی طرح ابوسفیان کی فیملی کا خادم اور معاویہ کا دوست وحشی بن حرب نے شراب ترک نہیں کی ،اسلام لانے کے بعد بھی وہ شراب پیتا تھا،اس وقت وہ شام میں تھا اور معاویہ کی خلافت کا زمانہ تھا۔ثبوت ملاحظہ کریں: حافظ ابن حجر تہذیب التہذیب (11 99/) میں وحشی کے سلسلے میں لکھتے :

وسکن حمص وکان مغرماً بالخمر وفرض له عمر ألفين ثمَّ ردَّه إلى ثلاثمائة بسبب الخمر.

''وحشی حمص میں سکونت اختیار کیے ہوئے تھا اور شراب کا عادی تھا۔عمر نے اس کا وظیفہ دو ہزار مقرر کر رکھا تھا پھر شراب پینے کی وجہ سے اُسے تین سو کر دیا''۔

حافظ ابن حجر فتح الباری (7/368) میں لکھتے ہیں:

وفی رواية عبد الرحمن بن يزيد بن جابر:خرجت أنا وعبيد الله بن عدی غازيين الصائفة زمن معاوية ، فلما قفلنا مررنا بحمص .

قوله (هل لک فی وحشی)أی ابن حرب الحبشی مولی جبير بن مطعم .

قوله (نسأله عن قتل حمزة)فی رواية الكشميهنی فنسأله عن قتله حمزة ، زاد بن إسحاق: كيف قتله .

قوله (فسألنا عنه فقيل لنا)في رواية ابن إسحاق:فقال لنا رجل ونحن نسأل عنه إنه غلب عليه الخمر فإن تجداه صاحياً :تجداه عربياً يحدثكما بما شئتما وإن تجداه على غير ذلك فانصرفا عنه ، وفي رواية الطيالسي نحوه ، وقال فيه:وإن أدركتماه شارباً فلا تسألاه.

''عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر کی روایت میں ہے: میں اور عبیداللہ بن عدی جہاد کے لیے معاویہ کے زمانے میں نکلے۔ جب ہم واپس لوٹے تو ہمارا گزر حمص سے ہوا۔

راوی کا یہ قول: ''کیا وحشی کے بارے میں تمھیں کوئی خبر ہے''، یعنی ابن حرب جو جبیر بن مطعم کا غلام تھا۔

راوی کا قول: ''ہم اس سے حمزہ کے قتل کے بارے میں سوال کریں''۔ کشمیہنی کی روایت میں ہے کہ ہم اس سے پوچھیں کی اس نے حمزہ کو کیسے شہید کیا تھا۔ ابن سعد نے اپنی روایت میں اضافہ کیا ہے: حمزہ کو اس نے کیسے قتل کیا تھا۔

راوی کا قول: ''ہم نے وحشی کے بارے میں پوچھا تو ہمیں بتایا گیا''۔ ابن اسحاق کی روایت میں ہے: ہم سے ایک شخص نے کہا جب ہم وحشی کے بارے میں اس سے پوچھ رہے تھے۔ اس وقت وہ شراب کے نشے میں ہے۔ جب تم اسے ہوش میں دیکھو تو پاؤ گے کہ وہ عربی بول رہا ہے اور پھر تم جو چاہو گے وہ تم سے بات کرے گا۔ لیکن اگر تم اس کے علاوہ کسی دوسری حالت میں دیکھو تو واپس لوٹ آنا۔ طیالسی کی روایت میں بھی اسی طرح ہے، اس میں مزید یہ اضافہ ہے: اگر تم دیکھو کہ وہ شراب پیے ہے تو اس سے کوئی سوال مت کرنا''۔

یہ روایت صاف بتا رہی ہے کہ سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کا قاتل وحشی اسلام لانے کے بعد بھی شراب پیا کرتا تھا۔ یہ ہے معاویہ اور ان کے طرف داروں کا حال۔

(5) عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ معاویہ انھیں منکرات کا حکم دیتے تھے۔

امام حاکم نے اپنی مستدرک (3/357) میں عبید بن رفاعہ سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں:

أن عبادة بن الصامت قام قائماً في وسط دار أمير المؤمنين عثمان بن عفان رضي الله عنه ؛ فقال: إني سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم محمداً أبا القاسم يقول: سيلي أموركم من بعدي رجال يُعَرِّفُونكم ما تنكرون ، وينكرون عليكم ما تعرفون ، فلا طاعة لمن عصى الله ..... فوالذي نفسي بيده إن معاوية من أولئك فما راجعه عثمان حرفاً.

''عبادہ بن صامت ایک دن امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے گھر کے درمیان میں کھڑے ہوئے اور کہا: میں نے ابوالقاسم محمد رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے: قریب ہی تمھارے معاملات کے ذمہ دار ایسے لوگ بنائے جائیں گے جو ان باتوں کو معروف کہیں گے جن کو تم منکر کہتے ہو اور ان باتوں کو منکر قرار دیں گے جن کو تم معروف سمجھتے ہو، جو اللہ کی نافرمانی کرے، اس کی کوئی اطاعت نہیں، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، معاویہ ایسے ہی لوگوں میں سے ایک ہیں۔ اس پر عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ایک لفظ بھی نہیں بولے''۔

میں کہتا ہوں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ معاویہ کی مذمت کا خود اقرار کرتے تھے۔

(6) حدیث رسول ہے: **أول من يغير سنتي رجل من بني أمية .**

''سب سے پہلے جو شخص میری سنت تبدیل کرے گا، وہ بنوامیہ کا ایک شخص ہوگا''۔

یہ صحیح حدیث ہے، اس کو البانی نے اپنی صحیحہ (1749) میں صحیح کہا ہے۔

اسی حدیث کو ابن ابی شیبہ (7/260) نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

ان سے ہی ابن عدی نے الکامل (3/164) میں روایت کیا ہے لیکن اس کے الفاظ کچھ اس طرح کے ہیں:

لا يـزال أمـر أمتـي قـائماً بالقسط حتى يكون أول من يثلمه رجل من بني أمية.

''میری امت کے سارے معاملات عدل وانصاف پر قائم رہیں گے یہاں تک کہ بنوامیہ کا ایک شخص اس میں رخنہ اندازی کرے گا''۔

(7) صریح اور صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ معاویہ کی موت ملت اسلام کے علاوہ کسی دوسری ملت پر ہوگی۔ بلاذری (متوفی:270ھ) کی کتاب ''تاریخ کبیر'' میں صحیح سند سے منقول ہے:

حـدثني إسحاق، حدثنا عبد الرزاق، أنبأنا معمر، عن ابن طاووس، عن أبيـه، عـن عبـدالـله بن عمرو بن العاص قال: كنت جالساً عند النبي صلى الـلـه عـليـه وآلـه وسـلـم فقال: يطلع عليكم من هذا الفج رجل يموت يوم يـمـوت عـلـى غيـر مـلـتـي. قال: وتركت أبي يلبس ثيابه فخشيت أن يطلع فطلع معاوية.

''مجھ سے بیان کیا اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے بیان کیا عبدالرزاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہم کو خبر دی معمر نے، وہ روایت کرتے ہیں طاووس سے، وہ روایت کرتے ہیں اپنے والد سے، وہ روایت کرتے ہیں عبداللہ بن عمرو بن عاص سے، انھوں نے بیان کیا کہ میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا کہ اسی درمیان آپ ﷺ نے فرمایا: اس گھاٹی سے ابھی جو شخص باہر آئے گا، وہ میری ملت کے سوا کسی دوسری ملت پر مرے گا۔ عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے پیچھے اپنے والد کو گھر پر لباس تبدیل کرتے چھوڑا تھا، مجھے ڈر تھا کہ کہیں وہی نہ آجائیں لیکن گھاٹی سے معاویہ آتے ہوئے نظر آئے''۔

اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ حافظ سید احمد بن صدیق غماری اپنی کتاب ''**جـــؤنة العطار**'' (2/154) میں لکھتے ہیں:

وهـذا حـديـث صـحيـح عـلـى شـرط مسـلم وهو يرفع كل غمة عن

المؤمن المتحير فى شأن هذا الطاغية قبحه الله ويقضى على كل ما يموِّه به المموهون فى حقه .ومن أعجب ما تسمعه أن هذا الحديث خرَّجه كثير من الحفاظ فى مصنفاتهم ومعاجمهم المشهورة ولكنهم يقولون : فطلع رجل ولا يصرِّحون باسم اللعين معاوية ستراً عليه وعلى مذاهبهم الضلالية فى النَّصْب وهضم حقوق آل البيت ولو برفع منار أعدائهم فالحمد لله الذى حفظ هذه الشريعة رغماً على دس الدساسين وتحريف المبطلين.

''یہ حدیث مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے،ایک حیران مسلمان کی اس حیرت کوختم کردیتی ہے جواس سرکش کے سلسلے میں اسے لاحق ہے،اللہ اس کا برا کرے،اس کے حق میں پھیلائی جانے والی تمام تلبیسات کا پردہ چاک کردیتی ہے۔حیرت کی بات یہ ہے کہ اس حدیث کی تخریج کئی ایک حفاظ حدیث نے اپنی تصانیف اور اپنی مشہور معاجم میں کی ہیں لیکن وہ معاویہ کا نام لینے کی بجائے ایک آدمی کا مبہم ذکر کرتے ہیں۔اس سے ان کا مقصد معاویہ کی پردہ پوشی ہےاور اپنے گمراہ کن ناصبی مذہب کو چھپانا ہے،اس سے وہ آل بیت نبوی کے حقوق غصب کرنا چاہتے ہیں اور ان کے دشمنوں کا جھنڈا بلند کرنا چاہتے ہیں لیکن اللہ کا شکر ہے کہ اس نے تلبیس وتحریف سے کام لینے والے باطل پرستوں کی خواہش کے علی الرغم اس شریعت کی حفاظت فرمائی ہے''۔

ملاحظہ کریں: مجموع الزوائد(5/243)،اس میں طبرانی کے حوالے سے ذکر کیا گیا ہے کہ ایک آدمی آیا۔اس طرح سے معاویہ کا نام مبہم رکھا گیا ہے۔

اس کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے جسے امام بزار نے اپنی مسند(6/46)میں جلیل القدر صحابی مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے:

وأيم الله لا أشهد لأحد أنه من أهل الجنة حتى أعلم ما يموت عليه بعد حديثٍ سمعته من رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم سمعت

رسول الله يقول:لقلب ابن آدم أشد انقلاباً من القدر إذا غليت.

''اللہ کی قسم!میں کسی کے جنتی ہونے کی شہادت نہیں دے سکتا جب تک مجھے یہ نہ معلوم ہوجائے کہ اس کی وفات کس ملت پر ہوئی ہے۔یہ کیفیت اس وقت سے ہوئی ہے جب سے میں نے نبی اکرم ﷺ کی زبان سے یہ حدیث سنی ہے کہ ابن آدم کا دل ہانڈی کے جوش مارنے سے کہیں زیادہ تبدیلی قبول کرنے والا ہے''۔

اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد امام بزار کہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک درست بات یہ ہے کہ وہ مقداد ہیں،اس حدیث کی سند حسن ہے۔تمام صحابہ آدم کی اولاد ہیں،وہ معصوم نہیں ہیں،معصوم صرف انبیائے کرام علیہم السلام ہیں۔

(8)معاویہ نے ایک عابد صحابی حجر بن عدی رضی اللہ عنہ کو باندھ کر قتل کیا کیوں کہ انھوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گالی دینے پر اعتراض کیا تھا۔اسی طرح انھوں نے عبدالرحمٰن بن عدیس کو قتل کیا تھا جو اصحاب شجرہ میں سے تھے۔

امام ذہبی اپنی کتاب ''سیر اعلام النبلاء''(3/466)میں حجر بن عدی کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

قال ابن عون:عن محمد (بن سيرين) قال:لما أُتِيَ بحجر قال ادفنوني في ثيابي فإني أُبعث مخاصماً.وروى ابن عون عن نافع قال:كان ابن عمر في السوق ، فَنُعِيَ إليه حُجر فأطلق حبوته وقام وقد غلب عليه النحيب.وروى هشام بن حسان البكري عن محمد قال:لمَّا أُتِيَ معاوية بحجر قال:السلام عليك يا أمير المؤمنين!قال:أَوَ أمير المؤمنين أنا ؟ اضربوا عنقه.فصلى ركعتين وقال لأهله:لا تطلقوا عني حديداً ولا تغسلوا عني دماً فإني مُلاقٍ معاوية على الجادة.

''ابن عون روایت کرتے ہیں محمد بن سیرین سے،وہ بیان کرتے ہیں کہ جب حجر کو لایا گیا تو انھوں نے وصیت کی کہ مجھے میرے انہی کپڑوں میں کفن دینا کیوں میں قیامت

کے دن مدعی بن کر کھڑا ہوں گا۔ابن عون نافع سے روایت کرتے ہیں کہ ابن عمر بازار میں تھے کہ انھیں حجر کی شہادت کی خبر ملی ،وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑے ہوگئے اور ان پر غشی طاری ہوگئی۔ ہشام بن حسان بکری محمد سے روایت کرتے ہیں کہ جب حجر کو معاویہ کے پاس لایا گیا تو انھوں نے کہا: امیر المومنین! آپ پر اللہ کی سلامتی ہو۔معاویہ نے کہا: اچھا: میں امیر المومنین ہوں؟ان کی گردن ماردو۔اس سے پہلے انھوں نے دو رکعت نماز ادا کی اور اپنے گھر والوں سے کہا: میرے بدن سے زنجیریں الگ نہ کرنا ،میرے جسم سے خون بھی صاف نہ کرنا کیوں کہ معاویہ سے میری ملاقات پل صراط پر ہوگی''۔

حافظ ابن حجر اپنی کتاب: ''الاصابہ''(1/315) میں لکھتے ہیں:

وقُتِلَ بمرج عذراء بأمر معاوية. وكان حجر هو الذى افتتحها فقدِّر أن قتل بها.

''حجر کو معاویہ کے حکم سے مرج عذراء میں شہید کیا گیا۔حجر ہی وہ پہلے شخص ہیں جن کو اس جگہ پر سب سے پہلے قتل کیا گیا''۔

حافظ نے اس سے پہلے لکھا ہے:

حُجُر بن عدى شهد القادسية وشهد بعد ذلک الجَمَل وصفين وصحب علياً فكان من شيعته.

''حجر بن عدی جنگ قادسیہ میں شریک ہوئے اور اس کے بعد جنگ جمل اور جنگ صفین میں وہ شریک ہوئے ،علی رضی اللہ عنہ کی مصاحبت اختیار کی اور وہ ان کے طرفداروں میں سے تھے''۔بخاری نے اپنی صحیح (72/3) میں اور ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر (266/3) میں لکھا ہے:

قُتِلَ فى عهد عائشة.

''حجر بن عدی عائشہ کے عہد میں شہید کیے گئے''۔

وقال بعض مَنْ أعمى الله قلبه من المتعصبة بأنه لا ضير فى قتله

لسیـدنا حجر وغیره من الصحابة والتابعين من المؤمنين والمسلمين لأنه مجتهد !وهـذا قـول ساقط ومخالف لصريح القرآن ومخالف لقول النبی صلی الله عليه وآله وسلم:قاتل عمار وسالبه فی النار،

''بعض متعصبین جن کے دل کی بصیرت اللہ نے سلب کر لی ہے، کہتے ہیں کہ معاویہ کا سیدنا حجر اوران کے جیسے دوسرے صحابہ وتابعین کا قتل کرنا کوئی نقصان کی بات نہیں ہے کیوں کہ اس معاملے میں معاویہ مجتہد تھے۔ یہ قول ساقط الاعتبار، قرآن کے خلاف اور نبی اکرم ﷺ کے ارشاد:''**قاتل عمار وسالبه فی النار**''، کے خلاف ہے۔

آپ ﷺ کا مکمل ارشاد جیسا کہ صحیح بخاری (447) میں، یہ ہے:

عمار تقتله الفئة الباغية يدعوهم إلى الجنة ويدعونه إلى النار

''عمار کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا، عمار اس کو جنت کی طرف بلا رہے ہوں گے اور وہ انھیں جہنم کی طرف بلا رہے ہوں گے''۔

بعض لوگوں نے اس بات کی کوشش کی ہے کہ یہ ثابت کر دیں کہ حجر صحابی نہیں تھے، ان کا اعتماد متقدمین کے بعض اقوال پر ہے لیکن یہ نفی باطل ہے اور اس کی صحت کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ ممتاز محدثین اور اہل سنت والجماعت کے بہت سے ائمہ نے بیان کیا ہے کہ حجر صحابی رسول تھے۔

امام حاکم اپنی کتاب ''مستدرک'' (3/469) میں حجر بن عدی کے مناقب کے ذکر پر ایک مستقل باب قائم کیا ہے اور لکھا ہے کہ وہ صحابہ کرام میں راہب کا درجہ رکھتے تھے اور پھر ان کی شہادت کا واقعہ بیان کیا ہے۔

امام ذہبی نے ''سیر اعلام النبلاء'' (463/3) میں لکھا ہے:

حجر بن عدی ...أبو عبد الرحمن الشهيد ، له صحبة ووفادة.

''حجر بن عدی کی کنیت ابوعبدالرحمٰن تھی ، وہ شہید کیے گئے ، ان کو نبی ﷺ کی صحبت حاصل تھی اور وہ وفد کے ساتھ نبی اکرم ﷺ سے ملاقات کیا کرتے تھے''۔

معاویہ کے جرم کی سنگینی کو کم کرنے کے لیے بعض لوگوں نے حجر بن عدی کے صحابی ہونے کی نفی کی ہے لیکن کیا وہ مومن نہیں تھے، عبادت گزار صالحین میں سے نہیں تھے، جب کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے:

ومن يقتل مؤمناً متعمداً فجزاؤه جهنم خالداً فيها وغضب الله عليه ولعنه وأعدَّ له عذاباً عظيماً .(النساء: 93)

''رہا وہ شخص جو کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اُس کی جزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اس پر اللہ کا غضب اور اُس کی لعنت ہے اور اللہ نے اس کے لیے سخت عذاب مہیا کر رکھا ہے''۔

ابن کثیر اپنی کتاب'' البداية والنهاية''(6/226) میں لکھتے ہیں:

قال يعقوب بن سفيان: ثنا ابن بكير، ثنا ابن لهيعة ، حدثني الحارث ، عن يزيد ، عن عبد الله بن زرير الغافقي قال: سمعت علي بن أبي طالب يقول: يا أهل العراق سَيُقْتَل منكم سبعة نفر بعذراء مثلهم كمثل أصحاب الأخدود. فَقُتِلَ حُجْرَ بن عَدِيٍّ وأصحابه .....قال البيهقي: لا يقول عليٌّ مثل هذا إلا أن يكون سمعه من رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم.

'' یعقوب بن سفیان کہتے ہیں کہ ہم سے بیان کیا ابن بکیر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے بیان کیا ابن لہیعہ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے بیان کیا حارث نے، وہ روایت کرتے ہیں یزید سے، وہ روایت کرتے ہیں عبداللہ بن زریر غافقی سے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے سنا ہے: اے اہل عراق! قریب ہے وہ وقت جب تم میں سے سات افراد عذراء نامی جگہ پر اسی طرح قتل کیے جائیں گے جس طرح خندق والے قتل کیے گئے تھے۔

چنانچہ اس پیش گوئی کے مطابق حجر بن عدی اور ان کے ساتھی عذراء نامی جگہ پر شہید کیے گئے۔

امام بیہقی فرماتے ہیں: علی رضی اللہ عنہ اس قسم کی بات اپنی طرف سے نہیں کہہ سکتے ، یہ بات انھوں نے لازمی طور پر نبی اکرم ﷺ سے سنی ہوگی۔

(9) معاویہ نے جلیل القدر صحابی عبدالرحمٰن بن عدیس بلوی جو اہل بیعت رضوان میں سے تھے، قتل کیا تھا۔ امام ذہبی اپنی کتاب ''تاریخ الاسلام'' (3/531) میں لکھتے ہیں:

لـه صـحبة وبـايع تحت الشجرة وله رواية ...كـان مـمن خرج على عثـمـان وسار إلى قتاله،ثم ظفر به معاوية فسجنه بفلسطين فى جماعة ، ثم هـرب مـن السـجن فأدركوه بجبل لبنان فَقُتِلَ ولمَّا أدركوه قال لمن قتله : ويحک اتق الله فى دمى فإنى من أصحاب الشجرة،فقال:الشجر بالجبل كثير وقَتَلَه ..) .

''عبدالرحمٰن بن عدیس بلوی کو نبی ﷺ کی صحبت حاصل تھی، انھوں نے درخت کے نیچے نبی اکرم ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی، ان سے روایت بھی مروی ہے۔۔۔۔ وہ ان لوگوں میں سے تھے جنھوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف خروج کیا تھا اور ان سے قتال کرنے کے لیے نکلے تھے۔ بعد میں معاویہ نے انھیں گرفتار کرلیا اور ایک جماعت کے ساتھ فلسطین میں قید کردیا۔ بعد میں وہ قید خانے سے بھاگ کھڑے ہوئے لیکن لوگوں نے انھیں جبل لبنان پر دوبارہ پکڑ لیا اور وہ قتل کردیے گئے۔ جب لوگوں نے انھیں گرفتار کیا تو انھوں نے ان سے کہا: اللہ سے ڈرو، میرا خون نہ بہاؤ، میں اصحاب شجرہ میں سے ہوں۔ قتل کرنے والے نے کہا: درخت اس پہاڑ پر بہت ہیں اور پھر اس نے انھیں قتل کردیا''۔

(10) صحیح بخاری میں ہے کہ معاویہ کہا کرتے تھے کہ وہ اور ان کا فاسق بیٹا یزید خلافت کے معاملے میں عمر بن خطابؓ اور ان کے بیٹے ابن عمرؓ سے زیادہ حق دار ہیں۔ امام بخاری نے اپنی صحیح (4108) میں ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے:

دخـلت على حفصة .....؛ قـلـت:قد كان من أمر الناس ما ترين فلم

يجعل لي من الأمر شيء فقالت: الْحَق فإنهم ينتظرونك وأخشى أن يكون في احتباسك عنهم فُرْقة فلم تدعه حتى ذهب ، فلما تَفَرَّقَ الناس خطب معاوية قال: مَنْ كان يريد أن يتكلم في هذا الأمر فَلْيُطلِع لنا قرنه فلنحن أحق به منه ومن أبيه قال حبيب بن مسلمة فهلا أجبته ؟قال عبدالله : فحللت حبوتي وهممت أن أقول أحق بهذا الأمر منك مَنْ قاتلك وأباك على الإسلام ، فخشيت أن أقول كلمة تفرِّق بين الجمع وتسفك الدم ويحمل عني غير ذلك ، فذكرت ما أعد الله في الجنان ، قال حبيب حفظت وعصمت.

''ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں حفصہ رضی اللہ عنہا کے یہاں گیا تو ان کے سر کے بالوں سے پانی کے قطرات ٹپک رہے تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ تم دیکھتی ہو لوگوں نے کیا کیا اور مجھے تو کچھ بھی حکومت نہیں ملی۔ حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مسلمانوں کے مجمع میں جاؤ لوگ تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔ کہیں ایسا نہ کہ تمہارا موقع پر نہ پہنچنا مزید پھوٹ کا سبب بن جائے۔ آخر حفصہ رضی اللہ عنہا کے اصرار پر عبداللہ رضی اللہ عنہ گئے۔ پھر جب لوگ وہاں سے چلے گئے تو معاویہ نے خطبہ دیا اور **کہا کہ خلافت کے مسئلہ پر جسے گفتگو کرنی ہو وہ ذرا اپنا سر تو اٹھائے۔ یقیناً ہم اس سے (اشارہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی طرف تھا) زیادہ خلافت کے حقدار ہیں اور اس کے باپ سے بھی زیادہ۔** حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس پر کہا کہ آپ نے وہیں اس کا جواب کیوں نہیں دیا؟ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے اسی وقت (جواب دینے کو تیار ہوا) اور ارادہ کر چکا تھا کہ ان سے کہوں کہ **تم سے زیادہ خلافت کا حقدار وہ ہے جس نے تم سے اور تمہارے باپ سے اسلام کے لیے جنگ کی تھی۔** لیکن پھر میں ڈرا کہ کہیں میری اس بات سے مسلمانوں میں اختلاف بڑھ نہ جائے اور خونریزی نہ ہو جائے اور میری بات کا مطلب میری منشا کے خلاف نہ لیا جانے لگے۔ اس

کے بجائے مجھے جنت کی وہ نعمتیں یاد آ گئیں جو اللہ تعالیٰ نے (صبر کرنے والوں کے لیے) جنتوں میں تیار کر رکھی ہیں۔ حبیب ابن ابی مسلم نے کہا کہ اچھا ہوا آپ محفوظ رہے اور بچا لئے گئے آفت میں نہیں پڑے''۔

معاویہ نے اس روایت میں صراحت سے بیان کیا ہے کہ وہ اور ان کا بیٹا دوسرے خلیفۂ راشد اور ان کے بیٹے عبداللہ بن عمر سے خلافت کے زیادہ حق دار تھے۔ ابن تیمیہ اپنی کتاب ''منہاج السنۃ'' (7/453) میں لکھتے ہیں:

ولم يتولَّ أحد من الملوك خيراً من معاوية فهو خير ملوك الإسلام وسيرته خير من سيرة سائر الملوك بعده.

''معاویہ سے بہتر کوئی بادشاہ نہیں ہوا، وہ اسلام کے بہترین بادشاہوں میں سے تھے، ان کی سیرت ان کے بعد کے تمام بادشاہوں سے بہتر تھی''۔

آپ نے گزشتہ صفحات میں دیکھا اور آیندہ صفحات میں بھی دیکھیں گے کہ معاویہ کی سیرت اور ان کے اعمال کیسے تھے۔ صحابہ اور معصوموں کو قتل کرنا، شراب پینا، سیدنا علی کو گالی دینا، دوسروں کو بھی گالی دینے پر آمادہ کرنا، لوگوں کا مال باطل طریقے پر کھانا۔ ان سب باتوں کی شہادت صحابہ نے دی ہے۔ لوگوں کو معروف سے منع کرتے اور منکر کا حکم دیتے تھے جیسا کہ سیدنا عبادہ نے شہادت دی ہے، سیدنا عثمان نے بھی ان کے حق میں ان باتوں کا اقرار کیا ہے۔

کیا یہی سب عدل ہے، یہی عمدہ سیرت ہے جو ابن تیمیہ حرانی کو معاویہ میں نظر آتی ہیں۔ اس طرح وہ منکر اور باطل کو قبول کر لیتے ہیں اور اسے حق بنا دیتے ہیں اور اسے نیکی کا کام بنا دیتے ہیں جس پر ایسا شخص قابل تعریف نظر آنے لگتا ہے۔

(11) تابعین میں سے ایک صاحب نے عبداللہ بن عمرو بن عاص سے کہا: معاویہ ہمیں حکم دیتے ہیں کہ ہم آپس میں ایک دوسرے کا مال باطل طریقے پر کھائیں، ایک دوسرے کو قتل کریں۔ معاویہ پر لگائے جانے والے ان الزامات کی تردید ابن عمرو بھی

کرنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے۔

مسلم نے اپنی صحیح (1844) میں اور دوسروں نے اپنی کتابوں میں عبدالرحمٰن بن عبدرب کعبہ سے روایت نقل کی ہے کہ انوں ھے عبداللہ بن عمرو بن عاص سے کہا:

هذا ابن عمك معاوية يأمرنا أن نأكل أموالنا بيننا بالباطل ونقتل أنفسنا، والله تعالى يقول: ﴿يا أيها الذين آمنوا لا تأكلوا أموالكم بينكم بالباطل إلا أن تكون تجارة عن تراض منكم ولا تقتلوا أنفسكم إن الله كان بكم رحيماً﴾. قال: فسكت ساعة ثم قال: أطعه في طاعة الله واعصه في معصية الله.

''یہ آپ کے چچازاد بھائی معاویہ رضی اللہ عنہ ہمیں اپنے اموال کو ناجائز طریقے پر کھانے اور اپنی جانوں کو قتل کرنے کا حکم دیتے ہیں اور اللہ کا ارشاد ہے: ﴿ يَـأَيُّهَـا الَّذِينَ آمَنُوا لا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ وَلا تَـقْتُـلُـوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا ﴾ ''اے ایمان والو اپنے اموال کو ناجائز طریقے سے نہ کھاؤ سوائے اس کے کہ ایسی تجارت ہو جو باہمی رضا مندی سے کی جائے اور نہ اپنی جانوں کو قتل کرو بیشک اللہ تم پر رحم فرمانے والا ہے''۔ راوی نے کہا عبداللہ رضی اللہ عنہ تھوڑی دیر خاموش رہے پھر کہا اللہ کی اطاعت میں ان کی اطاعت کرو اور اللہ کی نافرمانی میں ان کی نافرمانی کرو''۔

(12) معاویہ ربا سے متعلق احادیث کو رد کرنے کی کوشش کرتے تھے، ان کا کہنا تھا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ احادیث نہیں سنی ہیں۔ مسلم نے اپنی صحیح (1587) میں اور نسائی نے اپنی سنن (4562) میں روایت نقل کی ہے کہ مسلم بن یسار اور عبداللہ بن عبید کہتے ہیں:

جمع المنزل بين عبادة بن الصامت وبين معاوية فقال عبادة: نهى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم أن نبيع الذهب بالذهب والورق

بـالـورق والبـر بـالبـر والشـعير بالشعير والتمر بالتمر ....وأمـرنا أن نبيع الـذهـب بـالـوَرِق والـوَرِق بـالـذهـب والبر بالشعير والشعير بالبر يداً بيد كيف شئنا .

''ایک منزل میں حضرت عبادہ بن صامت اور حضرت معاویہ جمع ہوئے تو حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سونے کے بدلے سونے، چاندی کے بدلے چاندی، گندم کے بدلے گندم، جو کے بدلے جو، کھجوروں کے بدلے کھجوریں ان دونوں استادوں (مسلم بن یسار اور عبد اللہ بن عتیک) میں سے ایک نے (یہ بھی) کہا، جبکہ دوسرے نے یہ الفاظ نہیں کہے اور نمک کے بدلے نمک کے سودے سے منع فرمایا الا یہ کہ وہ دونوں برابر ار نقد ہوں، البتہ ہمیں اجازت عطا فرمائی کہ ہم سونے کو چاندی جو سونے کے بدلے، گندم کو جو کے بدلے اور جو کو گندم کے بدلے جیسے چاہیں کم و بیش خرید و فروخت کر سکتے ہیں بشرطیکہ سودا نقد ہو۔ (جنس ایک ہونے کی صورت میں) جو شخص زیادہ دے یا زیادہ لے، اس نے سودی لین دین کیا''۔

جب یہ حدیث معاویہ کو پہنچی تو کھڑے ہو کر کہنے لگے: لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ ایسی احادیث بیان کرتے ہیں جن کو ہم نے سنا ہی نہیں ہے جب کہ ہم نبی ﷺ کی صحبت اٹھا چکے ہیں۔

جب معاویہ کی اس بات کی خبر عبادہ کو ہوئی تو وہ کھڑے ہوئے اور دوبارہ وہی حدیث بیان کی اور کہا: ہم وہ حدیث ضرور بیان کریں گے جو ہم نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے خواہ وہ معاویہ کو کتنی ہی ناگوار کیوں نہ ہو۔

اس حدیث کو البانی نے صحیح نسائی (3/946) میں صحیح کہا ہے۔ سونے کو سونے سے بیچنے کی ممانعت کی حدیث صحابہ کی ایک جماعت نے بیان کی ہے، عبادہ بن صامت اس حدیث کو بیان کرنے میں منفرد نہیں ہیں۔ اگر منفرد بھی ہوتے تو یہ بات تو اس سے ثابت ہی ہو جاتی ہے کہ معاویہ بہت سے شرعی معاملات میں منحرف اور سودی کاروبار پر عامل تھے۔

صحابہ میں سے جن حضرات نے یہ حدیث بیان کی ہے،وہ ہیں عمر بن خطاب (بخاری:2134)ابوبکرہ(بخاری:2175)ابوسعید خدری(2177)وغیرہ۔اس حدیث سے ثابت ہوجاتا ہے کہ معاویہ سود کا کام کرتے تھے۔امام قرطبی نے اپنی تفسیر(7/392) میں امام مالک سے نقل کیا ہے کہ معاویہ نے سود کا اعلان کیا۔اس موقع پر قرطبی نے لکھا ہے:

روی ابن وهب عن مالک أنه قال:تُهجَر الأرض التی یصنع فیها المنكر جهاراً ولا يُسْتَقَرّ فيها ، واحتجَّ بصنيع أبی الدرداء فی خروجه عن أرض معاوية حين أعلن بالربا فأجاز بيع سقاية الذهب بأكثر من وزنها (خرَّجه فی الصحيح).

''ابن وہب نے امام مالک سے روایت نقل کی ہے،وہ کہتے ہیں وہ سرزمین چھوڑ دی جائے جہاں منکر کا ارتکاب اعلانیہ کیا جاتا ہواور وہاں رہائش اختیار نہ کی جائے۔انھوں نے ابودرداءرضی اللہ عنہ کے اس عمل سے استدلال کیا ہے کہ وہ معاویہ کی سعزمین سے اس وقت نکل آئے تھے جب انھوں نے سود کا اعلان کیا۔اورسونے کا پیالہ اس سے زیادہ سونے کے وزن سے بدلنے کی اجازت دی تھی''۔اس حدیث کی تخریج صحیح میں کی گئی ہے۔

(13)معاویہ سونا پہنتے،ریشم کے جوڑے استعمال کرتےاور درندوں کی کھال بچھایا کرتے تھے۔اس کی شہادت کئی ایک صحابہ نے دی ہے جب کہ اسلام اس سے منع کرتا ہے۔امام ذہبی نے بھی اعتراف کیا ہے کہ معاویہ ان کمزوریوں سے پاک نہیں تھے۔ذیل میں چندصحیح سند سے مروی روایات پیش کی جارہی ہیں:

امام ذہبی نے اپنی کتاب''سیر اعلام النبلاء''(3/158)میں لکھا ہے:

عن خالد بن معدان قال:وفد المقدام بن معدی كرب،وعمرو بن الأسود،ورجل من الأسد له صحبة إلى معاوية ،فقال معاوية للمقدام: توفی الحسن!فاسْتَرْجَع.فقال ـ معاوية :أتراها مصيبة ؟قال:ولم لا ؟وقد

وضعه رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم في حجره وقال: هذا مني ، وحسين من علي. فقال للأسدي: ما تقول أنت ؟ قال: جمرة أُطفئت. فقال المقدام: أنشدک الله! هل سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ينهى عن لُبُس الذهب والحرير؟ وعن جلود السباع والركوب عليها؟ قال: نعم. قال: فوالله لقد رأيت هذا كله في بيتک. فقال معاوية: عرفت أني لا أنجو منک. (ابو داود: 4131، معجم كبير طبراني: 20/269، مسند احمد: 4/132)

''خالد بن معدان بیان کرتے ہیں: مقدام بن معدی کرب، عمرو بن اسود اور قبیلہ اسد کا ایک شخص جسے نبی ﷺ کی صحبت حاصل تھی، معاویہ کے پاس آئے۔ معاویہ نے مقدام سے کہا: حسن کا انتقال ہوگیا۔ انھوں نے انا للہ وانا للہ راجعون پڑھا۔ معاویہ نے کہا: کیا تم ان کی وفات کو ایک مصیبت سمجھتے ہو۔ انھوں نے جواب دیا: کیوں نہیں، جب کہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں اپنی گود میں لے کر فرمایا تھا: حسن مجھ سے ہیں اور حسین علی سے۔ معاویہ نے اسدی سے پوچھا: تم کیا کہتے ہو؟ اسدی نے جواب دیا: ایک چنگاری بجھ گئی۔ مقدام نے کہا: میں تمھیں اللہ کی قسم دلاتا ہوں، کیا تم نے رسول اللہ ﷺ سے یہ نہیں سنا ہے کہ آپ ﷺ نے سونا، ریشم پہننے اور درندوں کی کھال پہننے اور درندوں پر سواری کرنے سے منع فرمایا ہے۔ انھوں نے جواب دیا: ہاں یہ حدیث سنی ہے۔ انھوں نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے یہ ساری چیزیں تمھارے گھر میں دیکھی ہیں۔ یہ سن کر معاویہ نے کہا: مجھے معلوم ہوگیا کہ میں تم سے نجات نہیں حاصل کرسکوں گا''۔

اس روایت پر ذہبی نے یہ تبصرہ کیا ہے: اس روایت کی سند قوی ہے، معاویہ ان پسندیدہ بادشاہوں میں سے تھے جن کا عدل ان کے ظلم پر غالب تھا۔ لیکن وہ کمزوریوں سے پاک نہیں تھے، اللہ ان کو معاف فرمائے۔

اس تعصب پر اور کمزوریوں کے اعتراف کے باوجود کے باوجود باطل کا دفاع کرنے کے رویے پر ذرا غور کریں۔ یہ حدیث واضح کرتی ہے کہ معاویہ نے نبی اکرم ﷺ کے احکام کی خلاف ورزی کی ہے، کئی صحابہ اور ان کے قریبی لوگوں نے اس کی گواہی دی ہے۔ سیر اعلام النبلاء کے محقق اور محشی نے ذکر کیا ہے کہ بقیہ نے تحدیث کی صراحت کی ہے۔

(14) ابن عباس اور سمرہ دونوں معاویہ پر لعنت بھیجتے تھے، سیدہ عائشہ عمرو بن عاص پر لعنت بھیجتی تھیں اور سیدنا عمر بن خطاب معاویہ کے دوست سمرہ پر لعنت بھیجتے تھے۔

امام حاکم نے مستدرک (4/13) میں سیدہ عائشہ سے روایت نقل کی ہے، وہ فرماتی ہیں:

لعن الله عمرو بن العاص .

''عمرو بن عاص پر اللہ کی لعنت ہو''۔

عمرو بن عاص معاویہ کے مددگار اور ان کے تمام کاموں میں شریک رہا کرتے تھے۔

مسند احمد (1/217) میں صحیح سند کے ساتھ مروی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما معاویہ پر لعنت بھیجتے تھے لیکن اس روایت کے راویوں نے ان کے نام پر مبہم رکھتے ہوئے صرف فلاں کہنے پر اکتفا کیا ہے تا کہ معاویہ کی پردہ پوشی ہو سکے۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

لعن الله فلاناً عمدوا إلى أعظم أيام الحج فمحوا زينته وإنما زينة الحج التلبية .

''اللہ فلاں پر لعنت فرمائے، انھوں نے ایام حج کی تعظیم کا ارادہ کیا لیکن اس کی زینت مٹا دی، یاد رہے کہ حج کی زینت تلبیہ ہے''۔

اس روایت میں فلاں سے مراد معاویہ ہیں، اس کی وضاحت اس حدیث سے ہوتی ہے جسے ابن خزیمہ نے اپنی صحیح (4/ 260) میں روایت کیا ہے، چنانچہ سعید بن جبیر بیان کرتے ہیں کہ ہم عرفہ کے میدان میں ابن عباس کے ساتھ تھے۔ انھوں نے مجھ سے

پوچھا: سعید! یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں، لوگ تلبیہ کے کلمات کیوں بلند نہیں کر رہے ہیں؟ میں نے عرض کیا: معاویہ کے خوف سے ایسا نہیں کر رہے ہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ یہ بات سن کر ابن عباس اپنے خیمے سے باہر نکلے اور **لبیک اللھم لبیک** پکارنے لگے اور یہ فرمایا: علی رضی اللہ عنہ کی دشمنی میں لوگوں نے سنت ترک کر دی ہے۔

(یہ حدیث صحیح ہے، اس کو امام حاکم نے مستدرک (1/464.465) میں روایت کر کے اسے صحیح کہا ہے۔ اسی طرح امام نسائی نے اسے سنن کبری (2/419) اور سنن صغری (5/253) میں نقل کیا ہے۔ امام البانی نے اسے ''صحیح سنن النسائی (2/631، رقم الحدیث: 2812) میں صحیح کہا ہے اور اس روایت کو المختارۃ (10/378) میں ضیاء مقدسی نے بھی نقل کیا ہے۔)

ابن کثیر نے ''البدایہ'' میں جعفر بن سلیمان ضبعی سے نقل کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ:

أقر معاوية سَمُرَة بعد زياد ستة أشهر ثم عزله فقال سَمُرَة لعن الله معاوية ؛ والله لو أطعت الله كما أطعت معاوية ما عذبني أبداً.

''زیاد کے بعد معاویہ نے سمرہ کو ان کے منصب پر چھ ماہ باقی رکھا۔ اس کے بعد انھیں معزول کر دیا۔ معزول ہونے پر سمرہ نے کہا: معاویہ پر اللہ کی لعنت ہو، اللہ کی قسم! اگر میں معاویہ کی طرح اللہ کی اطاعت کی ہوتی تو وہ مجھے کبھی عذاب نہ دیتا''۔

اس روایت کو ابن جریر نے اپنی تاریخ (240/3) میں، ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ (67/8) میں اور ابن عدی نے الکامل (343/3، 275/7) میں نقل کیا ہے۔

ابن ابی شیبہ (108/2) نے صحیح سند کے ساتھ نقل کیا ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اپنی دعائے قنوت میں یہ دعا بھی پڑھتے تھے:

اللهم عليك بمعاوية وأشياعه ، وعمرو بن العاص وأشياعه ، وأبا الأعور السلمي وأشياعه ، وعبدالله بن قيس وأشياعه .

''اے اللہ! تو معاویہ اور ان کے ساتھیوں، عمرو ابن العاص اور ان کے ساتھیوں،

ابوالاعوراوران کے ساتھیوں اورعبداللہ بن قیس اوران کے ساتھیوں کے لیے کافی ہے‘‘۔

بلاذری نے صحیح سند کے ساتھ ’’انساب الاشراف‘‘ (ج۲/۵۷/ب) میں یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ نقل کی ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اپنی دعا میں کہتے تھے:

اللهم العن معاوية بن أبى سفيان بادئاً ، وعمرو بن العاص ثانياً ، وأبا الأعور السلمى ثالثاً ، وعبد الله بن قيس رابعاً .

’’اے اللہ پہلے معاویہ بن ابی سفیان پر، پھر عمرو بن العاص پر، اس کے بعد ابوالاعور سلمی پر اور عبداللہ بن قیس پر لعنت فرما‘‘۔

امام بخاری (3765) نے معاویہ کے سلسلے میں ابن عباس کا جو یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ فقیہ ہیں، تو وہ بعض راویوں کی تحریف ہے، اس کی مخالفت امام طحاوی نے ’’شرح معانی الآثار‘‘ (1/289) میں کی ہے، ان کی روایت کے الفاظ ہیں:

فقام معاوية فركع ركعة واحدة فقال ابن عباس: من أين تُرَى أخذها الحمار؟

’’معاویہ کھڑے ہوئے اور ایک رکعت ادا کی۔ یہ دیکھ کر ابن عباس نے کہا: گدھے! یہ کہاں سے سیکھا ہے؟ اس روایت کی سند صحیح ہے۔

شیخ علامہ کوثری رحمہ اللہ نے واضح کیا ہے کہ ابن عباس نے معاویہ کے لیے فقیہ کا لفظ ان کے خوف کی وجہ سے استعمال کیا تھا لیکن دو صحیح سندوں سے یہی ثابت ہے کہ انھوں نے فقیہ کی بجائے حمار کا لفظ استعمال کیا تھا۔ آں رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ’’ **النكت الطريفة فى التحدث عن ردود ابن أبى شيبة على أبى حنيفة ،ص: 186) طبعة ،المكتبة الأزهرية** ‘‘ میں زیر فصل ’’**الوتر بركعة واحدة**‘‘ لکھا ہے:

لو صحَّ عن ابن عباس هذا لحمل على التقية لأنه كان حاربه تحت راية على كرم الله وجهه فلا مانع من أن يحسب حسابه فى مجالسه العامة دون مجلسه الخاص .

''اگر ابن عباس سے یہ روایت صحیح بھی ہو پھر بھی اسے تقیہ پر محمول کیا جائے گا کیوں کہ ابن عباس علی کرم اللہ وجہہ کے جھنڈے کے نیچے معاویہ سے برسر پیکار تھے۔اس لیے اسے ایک عام مجلس کی گفگو سمجھا جائے گا نہ کہ کسی خاص مجلس کی گفتگو''۔

یہ بھی روایات میں آیا ہے کہ معاویہ ہی وہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے بیٹھ کر خطبہ جمعہ دینا شروع کیا اور پھر اس بری سنت پر بنوامیہ کے تمام منحرف لوگ عمل پیرا ہو گئے جیسا کہ ابن اثیر کی ''الکامل'' (4/555) میں ہے۔

اسی طرح ''فتح الباری'' (2/270) میں ہے کہ معاویہ ہی وہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے نماز میں تکبیر کہنی ترک کر دی تھی۔مسند احمد (4/195) اور صحیح ابن حبان (216/ 7) وغیرہ میں ہے کہ جلیل القدر صحابی شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے:

صحبت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وعمرو أضل من حمار أهله .

''میں نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت اٹھائی ہے،عمرو تو اپنے گھریلو گدھے سے بھی زیادہ گمراہ ہے''۔

(15) رسول اللہ ﷺ نے حکم اور اس کی اولاد پر لعنت کی ہے۔نبی اکرم ﷺ کی اس بددعا میں حکم کا بیٹا مروان بھی داخل ہے جو معاویہ کے تمام کاموں میں شریک تھا۔

حافظ ہیثمی اپنی کتاب ''مجمع الزوائد'' (5/241) میں لکھتے ہیں:

وعن الشعبي قال:سمعت عبد الله بن الزبير وهو مستند إلى الكعبة وهو يقول:ورب هذه الكعبة لقد لعن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فلاناً وما ولد من صلبه.

''امام شعبی سے روایت ہے،وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن زبیر کو دیکھا کہ وہ کعبہ سے اپنی پشت لگائے یہ کہہ رہے تھے:اس کعبہ کے رب کی قسم!رسول اللہ ﷺ نے فلاں اور اس کی تمام صلبی اولاد پر لعنت فرمائی ہے''۔(اس روایت میں نام مبہم ہے

لیکن ابن حجر نے فتح الباری (13/11) میں طبرانی وغیرہ کے حوالے سے حکم اور اس کی اولاد کے ناموں کی صراحت کی ہے)

اس حدیث کو احمد اور بزار نے روایت کیا ہے البتہ بزار میں یہ الفاظ ہیں:

لقد لعن الله الحكم وما ولد على لسان نبيه صلى الله عليه وآله وسلم .

''اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی زبان مبارک سے حکم اور اس کی اولاد پر لعنت کی ہے''۔ (مسند بزار(6/159)،مختارہ للضیاء(9/310,311)

اسی طرح طبرانی نے بھی روایت کی ہے۔طبرانی میں احمد جیسی روایت بھی ہے اور احمد کے رجال صحیح کے رجال ہیں۔

مناوی ''فیض القدیر''(6/355) میں لکھتے ہیں:

قال القرطبي:وغير خاف ما صدر عن بني أمية وحَجَّاجهم من سفک الدماء وإتلاف الأموال وإهلاک الناس بالحجاز والعراق وغيرهما.قال:وبالجملة فبنو أمية قابلوا وصية المصطفى في أهل بيته وأمته بالمخالفة والعقوق فسفكوا دماء هم وسبوا نساء هم وأسروا صغارهم وخربوا ديارهم وجحدوا شرفهم وفضلهم واستباحوا نسلهم وسبيهم وسبهم فخالفوا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم في وصيته وقابلوه بنقيض قصده وأمنيته!فيا خجلهم إذا التقوا بين يديه ويا فضيحتهم يوم يعرضون عليه.

''امام قرطبی فرماتے ہیں: یہ بات بلاخوف کہی جاسکتی ہے کہ بنوامیہ اور ان کے حجاج اور اس کے جیسے لوگوں نے حجاز اور عراق وغیرہ میں خوں ریزی کی، مال ضائع کیے اور لوگوں کو ہلاک کیے۔آگے کہتے ہیں: مختصر یہ کہ بنوامیہ نے مصطفی ﷺ کے اہل بیت اور ان کی امت کے سلسلے میں آپ ﷺ کی وصیت کو نظر انداز کیا، آپ کی مخالفت کی اور نافرمانی

کی۔ بنوامیہ نے ان کا خون بہایا،ان کی خواتین کو قیدی بنایا،ان کے بچوں کو گرفتار کیا،ان کے گھر ویران کیے،ان کے شرف وفضل کا انکار کیا،انھوں نے ان کی نسلوں اور ان کے قیدیوں کا خون حلال کرلیا اور ان پر دشنام طرازی کی۔اس طرح انھوں نے نبی اکرمﷺ کی وصیت کی خلاف ورزی کی اور آپ کی مرضی اور چاہت کا مقابلہ کیا۔کس قدر رسوائی کا انھیں سامنا کرنا پڑے گا جب وہ نبی اکرمﷺ سے روز حشر میں ملیں گے اور کس قدر اس دن کی ان کی فضیحت ہوگی جب ان کے اعمال ان پر پیش کیے جائیں گے''۔

ان تمام جرائم اور برائیوں کا مرتکب ہونے اور اللہ اور اس کے نبی کے احکام کی صراحتاً خلاف ورزی کرنے کے باوجود ان کی نظر میں معاویہ کی تنقیص جائز نہیں ہے اور نہ یہ جائز ہے کہ کوئی ان کے مثالب کا تذکرہ کرے اور نہ اللہ کی رضا کے لیے ان سے بغض رکھنا جائز ہے بلکہ ان کی سیادت وامارت کا ذکر کیا جائے اور یہ بتایا جائے کہ اللہ اور خلق خدا ان سے راضی ہے۔

اس طرح منکر حق بن گیا اور حق منکر بن گیا ہے۔یہی نہیں بلکہ ائمہ محدثین اور دوسرے اہل علم میں سے جس نے بھی معاویہ پر گفتگو کی ہے،اس کے خلاف انھوں نے معمول کے مطابق اپنے دہشت پسندانہ ہتھیار اٹھالیے ہیں اور اس پر رفض وتشیع کا الزام عاید کردیا ہے تاکہ اس کی زبان بند کردیں اور سادہ لوح عوام کی نظر میں اس کو غیر معتبر قرار دے دیں۔ہم نے ان تمام باتوں کا مشاہدہ کیا ہے،محسوس کیا ہے اور کھلی آنکھوں سے دیکھا ہے۔اس طرح سنت صحیحہ،حق کی اتباع،اللہ اور اس کے رسول کے احکام کی پیروی اور حقیقت بیانی رافضیت بن گئی ہے بلکہ بسااوقات ان کی نظر میں یہ سب کفر اور زندیقیت قرار پاجاتی ہے۔

جن ائمہ اور حفاظ حدیث کو انھوں نے تشیع اور غلو سے متہم کیا ہے،ان میں ایک نمایاں نام خالد بن مخلد قطوانی کا ہے جو بخاری اور مسلم کے رجال میں سے ہیں اور جن سے دونوں نے روایت بیان کی ہے۔حافظ ابن حجر نے ''تہذیب التہذیب'' (۱۰۱/۳) میں ان کا

ذکر کیا ہے اور یہ بھی بیان کیا ہے کہ کن لوگوں نے ان کی تعریف کی ہے اور پھر خود بھی ان کا اچھی طرح سے تذکرہ کیا ہے لیکن اس کے بعد لکھا ہے کہ آجری نے ابوداود کے حوالے سے ذکر کیا ہے کہ وہ صدوق تو ہے لیکن ان میں تشیع پایا جاتا ہے۔ابن سعد کہتے ہیں کہ وہ شیعہ، منکر حدیث اور تشیع میں غالی تھا، محدثین نے اس سے بوقت ضرورت حدیث لکھی ہے۔عجلی کہتے ہیں کہ وہ ثقہ تھا، تھوڑا تشیع اس میں پایا جاتا تھا البتہ احادیث اس کے پاس بہت تھیں۔صالح بن محمد جزرہ کہتے ہیں کہ وہ حدیث میں ثقہ تھا البتہ غلو سے متہم تھا۔ جوزجانی کہتے ہیں کہ معاویہ کو گالی دیتا تھا اور اپنے برے مسلک کا برملا اعلان کرتا تھا''۔

ذرا دیکھئے: اللہ آپ پر رحم فرمائے! کس طرح وہ کبھی کہتے ہیں کہ اس میں تھوڑا تشیع تھا اور کبھی کہتے ہیں کہ غلو سے متہم تھا اور جوزجانی ناصبی نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ وہ معاویہ کو گالی دیتا تھا اور اپنے برے مسلک کا برملا اعلان کرتا تھا۔ذرا ان متضاد اقوال پر غور کریں۔

معاویہ کی مذمت میں اساطین ائمہ اہل سنت والجماعت کے اقوال

اہل سنت کے ان ائمہ کے اقوال جو معاویہ کی مذمت کرتے ہیں، ان کی محبت اور تعظیم سے منحرف ہیں، ان کی تعداد بہت ہے۔ان میں سرفہرست ''سنن'' کے مصنف امام نسائی، ''مستدرک'' کے مصنف امام حاکم، ''مصنف'' کے مشہور مصنف عبدالرزاق جو ائمۂ محدثین کی ایک جماعت جیسے احمد بن حنبل، علی بن مدینی شیخ البخاری، محمد بن یحی ذہلی اور یحی بن معین وغیرہ کے استاذ ہیں۔ یہاں ہم اہل سنت والجماعت کے ان ائمہ اہل علم کچھ چند اقوال ذکر کرتے ہیں:

(1) امام نسائی صاحب ''سنن'' (متوفی:303ھ)

امام ذہبی ''سیر اعلام النبلاء'' (14/133) میں امام نسائی کے ترجمے میں لکھتے ہیں:

فيه قليل تشيع وانحراف عن خصوم الإمام عليٍّ كمعاوية وعمرو.

''ان کے اندر تھوڑا سا تشیع پایا جاتا تھا اور وہ امام علی کے مخالفین جیسے معاویہ اور عمرو وغیرہ سے منحرف تھے''۔

امام ذہبی ''سیر اعلام النبلاء'' (14/132) میں یہ بھی لکھتے ہیں:

أن النَّسائي خرج من مصر في آخر عمره إلى دمشق ؛ فسئل بها عن معاوية ؟ وما جاء في فضائله ؟ فقال: ألا يرضى رأساً برأس حتى يُفَضَّل ؟ قال: فما زالوا يدفعون في خصيتيه حتى أُخرِجَ من المسجد ، .....قال الدارقطني: خرج حاجاً فامُتُحِنَ بدمشق وأدرك الشهادة.

''امام نسائی اپنی زندگی کے آخری ماہ وسال میں مصر سے نکلے اور دمشق پہنچے۔ان سے معاویہ کے متعلق سوال کیا گیا اوران کی فضیلت کے بارے میں احادیث بیان کرنے کو کہا گیا۔انھوں نے جواب دیا: کیا وہ اس بات سے راضی نہیں ہیں کہ برابر برابر چھوٹ جائیں کہ ان کی فضیلت بیان کی جائے؟ راوی کا بیان ہے کہ اتنا سن کر لوگ ان کے خصیے پر وار کرتے رہے یہاں تک کہ دھکا دے کر مسجد سے نکال دیا۔امام دارقطنی کا بیان ہے کہ امام نسائی حج کے ارادے سے نکلے تھے کہ دمشق میں سخت آزمائش میں ڈال دیے گئے اور اسی ابتلاء میں ان کی شہادت ہوگئی''۔

حافظ ابن حجر ''فتح الباری'' (7/104) میں لکھتے ہیں:

وقد ورد فی فضل معاوية أحاديث كثيرة لكن ليس فيها ما يصح من طريق الإسناد وبذلک جزم إسحاق بن راهويه والنسائی وغيرهما.

''معاویہ کی فضیلت میں بہت سی احادیث منقول ہیں لیکن ان میں سے کسی ایک کی بھی سند صحیح نہیں ہے۔اسحاق بن راہویہ اور نسائی وغیرہ نے پورے یقین کے ساتھ یہ بات کہی ہے''۔

(2) امام حاکم صاحب ''مستدرک'' (متوفی:405ھ)

ذہبی کی ''**سیر اعلام النبلاء**'' (17/175) اور سبکی کی ''**طبقات شافعیہ کبری**'' (4/163) میں ہے کہ جب امام حاکم سے کہا گیا کہ معاویہ کے فضائل بیان کردیں تاکہ لوگ آپ کو تکلیف پہنچانے سے باز رہیں، تو انھوں نے جواب دیا:

لا يجيىء من قلبی.يعنی معاوية.

''وہ یعنی معاویہ میرے دل میں نہیں اترتے''۔

(3) امام عبدالرزاق صاحب ''المصنف'' (متوفی:211ھ)

ذہبی کی ''**سیر اعلام النبلاء**'' (9/570) میں ہے: عبدالرزاق نے ایک شخص سے کہا:

لا تقذِّر مجلسنا بذكر ابن أبي سفيان.

''ہماری مجلسوں کو ابن ابی سفیان کا ذکر کر کے گندی نہ کرو''۔

(4) امام حافظ ابوغسان نہدی کوفی، بخاری کے اساتذہ میں بعض کوفی ائمہ حدیث، ابوزرعہ، ابوحاتم اور ان کے طبقے کے محدثین

ذہبی نے ''سیر اعلام النبلاء'' (10/432) میں ابوغسان نہدی کے ترجمہ میں جو کتب ستہ کے رجال میں سے ہیں، لکھا ہے کہ ابواحمد حاکم نے کہا:

حدثنا الحسين الغازي قال: سألت البخاري عن أبي غسان قال: وعمَّاذا تسأل؟ قلت: التشيع. فقال: هو على مذهب أهل بلده، ولو رأيتم عبيدالله بن موسى، وأبا نُعَيم وجماعة مشايخنا الكوفيين لما سألتمونا عن أبي غسان.

''ہم سے حسین غازی نے بیان کیا کہ انھوں نے امام بخاری سے ابوغسان کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: اس کی کس چیز کے بارے میں سوال کر رہے ہو؟ میں نے کہا: تشیع کے بارے میں۔ امام بخاری نے جواب دیا: وہ اپنے شہر والوں کے مسلک پر تھے۔ اگر تم عبیداللہ بن موسی، ابونعیم اور ہمارے کوفی مشائخ کی ایک جماعت کو دیکھ لیتے تو ہم سے ابوغسان کے بارے میں سوال نہ کرتے''۔

امام ذہبی فرماتے ہیں: ابونعیم اور عبیداللہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی تعظیم کرتے تھے لیکن معاویہ اور ان کے ہم نشینوں کی مذمت کرتے تھے۔ عبیداللہ بن موسی کا حال یہ تھا کہ معاویہ نام کے کسی شخص کو اپنے گھر میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دیتے تھے اور نہ کسی ایسی قوم سے کوئی حدیث بیان کرتے تھے جس میں معاویہ نام کا کوئی شخص موجود ہوتا تھا۔ (سیر اعلام النبلاء: 9/556-557)

(5) امام حافظ جریر ضبی (متوفی: 188ھ) حافظ ابن حجر اپنی کتاب ''تہذیب'' (2/66) میں لکھتے ہیں:

قال الخليلي في الإرشاد: ثقة متفق عليه، وقال قتيبة: حدثنا جرير الحافظ المقدَّم لكني سمعته يشتم معاوية علانية.

''خلیلی ارشاد میں کہتے ہیں: حافظ جریر ضبی ثقہ اور متفق علیہ ہیں۔ قتیبہ کہتے ہیں: ہم سے حدیث بیان کی جریر حافظ مقدم نے لیکن میں نے سنا ہے کہ وہ علانیہ معاویہ کو گالی دیتے تھے''۔

(6) علامہ سعد الدین تفتازانی حنفی (متوفی: 793ھ)

حافظ ابن حجر نے اپنی کتاب ''درر کامنہ'' (4/350) میں ان کا ترجمہ لکھا ہے۔

سعد تفتازانی اپنی کتاب ''شرح مقاصد'' (5/310) میں لکھتے ہیں:

يعني ما وقع بين الصحابة من المحاربات والمشاجرات على الوجه المسطور في كتب التواريخ والمذكور على ألسنة الثقات يدل بظاهره على أن بعضهم قد حاد عن طريق الحق، وبلغ حد الظلم والفسق، وكان الباعث له الحقد والعناد، والحسد واللداد، وطلب المُلک والرياسة، والميل إلى اللذات والشهوات، إذ ليس كل صحابي معصوماً ولا كل من لقي النبي صلى الله عليه وآله وسلم موسوماً ......أما ما جرى بعدهم من الظلم على أهل بيت النبي صلى الله عليه وآله وسلم فمن الظهور بحيث لا مجال للإخفاء، ومن الشناعة بحيث لا اشتباه على الآراء، إذ تكاد تشهد به الجماد والعجماء، ويبكي له من في الأرض والسماء، وتنهد منه الجبال ......فلعنة الله على من باشر أو رضي أو سعى ولعذاب الآخرة أشد وأبقى.

''صحابہ کے درمیان جو جنگیں ہوئیں اور جو ان میں اختلافات رونما ہوئے جیسا کہ تاریخی کتابوں میں لکھا ہوا ہے اور جو ثقہ راویوں کی زبان سے بیان ہوا ہے، اس سے بہ ظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان میں سے بعض حضرات جادۂ حق سے دور جا پڑے تھے، ظلم اور فسق کی حد کو پہنچ گئے تھے، اس کی وجہ کینہ، عناد، حسد اور جھگڑا اپنی کا مزاج تھا، حکومت

وریاست کی خواہش تھی، دنیاوی لذات وشہوات کی طرف میلان تھا، کیوں کہ ہر صحابی معصوم نہیں تھا اور نہ ہر وہ شخص بے داغ تھا جس نے نبی اکرم ﷺ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا تھا۔...... بعد کے سالوں میں نبی اکرم ﷺ کے اہل بیت پر جو ظلم ہوا، وہ ظاہر ہے، اس کو چھپانے کی کوئی گنجائش نہیں، وہ اتنی قبیح حرکت تھی کہ جس کی شناعت میں دورائے نہیں ہو سکتی۔ اس کی گواہی جمادات اور گونگے جانور بھی دے رہے ہیں اور اس پر آسمان وزمین کی ساری مخلوق آنسو بہا رہی ہے، پہاڑ اس کی وجہ سے ریزہ ریزہ ہوئے جارہے ہیں۔ اللہ کی لعنت ہو ان تمام لوگوں پر جنھوں نے اپنے ہاتھوں سے یہ ظلم ڈھائے، اس پر اظہار رضامندی کیا اور اس کے لیے کوئی کوشش کی۔ آخرت کا عذاب ایسے لوگوں کے لیے کہیں زیادہ سخت اور ہمیشہ باقی رہنے والا ہے''۔

ابن کثیر اپنی ''تاریخ'' (8/224) میں یزید بن معاویہ پر گفتگو کرتے ہوئے جسے معاویہ نے مسلمانوں کا خلیفہ بنا دیا تھا اور ان کی گردنیں اس کے ہاتھ میں دے دی تھیں، لکھتے ہیں:

رہے وہ اشعار جو لوگ اس سلسلے میں اس کی طرف منسوب کر کے نقل کرتے ہیں اور ابن زبعری کے ان اشعار سے اس کا استشہاد کرنا جو اس نے غزوۂ احد کے موقع پر کہے تھے، جن میں وہ کہتا ہے:

لیت أشیاخی ببدر شھدوا جزع الخزرج من وقع الأسل

حین حلت بفنائھم برّکھا واستحر القتل فی عبد الأشل

قد قتلنا الضعف من أشرافھم وعدلنا مَیْلَ بدر فاعتدل

''کاش میرے وہ بزرگ جنھوں نے بدر میں شرکت کی تھی، میدان جنگ میں قبیلہ خزرج کے لوگوں کی جزع فزع دیکھ پاتے، جب وہ موت کے گھاٹ اتارے جارہے تھے اور عبدالاشہل میں خون ریزی ہورہی تھی۔ ہم نے ان کے بڑے بڑے سرداروں کو قتل کر دیا اور اس طرح بدر کے مقتولین کا بدلہ لے لیا''۔

اگر یزید بن معاویہ نے واقعی یہ اشعار کہے ہیں تو اس پر اللہ کی اور تمام لعنت کرنے والوں کی لعنت ہو۔ یزید کے بارے میں جو کچھ ذکر کیا جاتا ہے اور جو کچھ اس کے بارے میں کہا گیا ہے اور آنے والے سالوں میں جس طرح کے اقوال وافعال شنیعہ اس سے سرزد ہوئے ہیں، اسی کا نتیجہ تھا کہ اللہ نے واقعہ حرہ اور شہادت حسین کے بعد اسے بہت کم مہلت حیات دی اور اس کی طرح کے دیگر ظالموں کی طرح اس کی گردن بھی مروڑ دی۔ یقیناً اللہ تعالیٰ علیم وقدیر ہے۔

حدیث رسول: (**من أخاف أهل المدينة ظلماً أخافه الله وعليه لعنة الله**)
''جس کسی نے اہل مدینہ کو ظالمانہ طریقے سے خوف زدہ کیا، اللہ اسے خوف زدہ کرے گا اور اس پر اللہ کی لعنت ہو''، پر تبصرہ کرتے ہوئے ابن کثیر اپنی ''تاریخ'' (8/223) میں لکھتے ہیں:

وقد استدلَّ بهذا الحديث وأمثاله من ذهب إلى الترخيص في لعنة يزيد بن معاوية وهو رواية عن أحمد بن حنبل اختارها الخلال وأبو بكر عبد العزيز والقاضي أبو يعلى وابنه القاضي أبو الحسين وانتصر لذلك أبو الفرج بن الجوزي في مصنَّف مفرد وجوَّز لعنته.

''یہ اور اس جیسی احادیث سے ان حضرات نے استدلال کیا ہے جو یزید بن معاویہ پر لعنت بھیجنے کو جائز قرار دیتے ہیں۔ امام احمد بن حنبل کی بھی ایک روایت یہی ہے جسے خلال، ابوبکر عبدالعزیز قاضی ابویعلی، ان کے بیٹے قاضی ابوالحسین نے پسند کیا ہے اور اسی کو ابوالفرج بن جوزی نے اپنی ایک مستقل تصنیف میں مدلل کیا ہے اور لعنت بھیجنے کو جائز کہا ہے''۔

بعض دلائل اور اشکالات کی تردید

بعض حضرات نے معاویہ کے جو فضائل بیان کیے ہیں تو ہم پہلے ہی یہ عرض کر چکے ہیں کہ نسائی اور اسحاق بن راہویہ جیسے حفاظ حدیث نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ معاویہ کے

فضائل میں کوئی حدیث صحیح نہیں ہے۔

معاویہ کے لیے بعض لوگوں نے یہ فضائل وضع کیے ہیں کہ وہ اہل ایمان کے ماموں ہیں،اور اللہ رب العالمین کی وحی کے کاتب ہیں۔ان دونوں شبہات کا جواب دیتے ہوئے ہم کہتے ہیں:

(1)خال المومنین (مومنوں کے ماموں) کا لقب بے بنیاد ہے

کس نے کہا کہ معاویہ مومنوں کے ماموں ہیں؟ کیا شریعت نے یہ حکم دیا ہے یا یہ لقب ان متعصبین نے دیا ہے جو معاویہ کے لیے ایسے فضائل وضع کرتے ہیں جو ریت کی کگار پر ہیں۔کیا صحابہ انھیں اے مومنوں کے ماموں! کہہ کر پکارتے تھے؟

اگر معاویہ مومنوں کے ماموں ہیں تو کیا سیدہ صفیہ کا یہودی باپ حی بن اخطب مومنوں کا نانا ہوگا؟اور سیدہ ماریہ قبطیہ کا قبیلہ یعنی مصری قبطی مومنوں کے ماموں ہوں گے؟

حافظ ابن کثیر سورہ احزاب کی تفسیر میں قرآن کی آیت:

النبی أولی بالمؤمنین من أنفسهم وأزقاجه أمهاتهم(آیت: ٦)

کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: کیا معاویہ اوران جیسے لوگوں کو مومنوں کا ماموں کہا جاسکتا ہے؟اس سلسلے میں علماء کے دوقول ہیں،البتہ امام شافعی کا خیال ہے کہ معاویہ کو ماموں نہیں کہا جاسکتا۔امام شافعی کی یہ بات جن کتابوں میں منقول ہے،ان کی بعض طبعات سے حرف ''لا'' کو حذف کردیا گیا ہے،اس طرح کی تحریف سے مفہوم بدل کررہ گیا ہے۔دین سے کھلواڑ کرنے والے لوگ اس قسم کی بھی حرکتیں کرتے ہیں۔اس سے ہمیں متنبہ رہنا چاہیے۔

(2)رب العالمین کی وحی کا کاتب ہونے کی حقیقت

ہم کہتے ہیں کہ وحی کی کتابت کسی کو معصوم نہیں بناتی اور یہاں تو یہ ثابت ہی نہیں ہے کہ معاویہ کاتبین وحی میں سے تھے۔

اس بات کی کیا دلیل ہے کہ وحی کی کتابت کرنے والا شخص معصوم ہوتا ہے، اس پر تنقید نہیں کی جاسکتی، نہ اس کا محاسبہ کیا جاسکتا ہے، اسی طرح اس کا فاسق، مرتد یا کافر ہونا جائز نہیں ہے؟ ماموں والے مسئلے میں جو بات کہی جاتی ہے، وہی بات یہاں بھی ہے۔ معاویہ کبھی کاتب وحی تھے ہی نہیں۔

ابن ابی سرح کاتب وحی تھا۔ حافظ ابن حجر اپنی کتاب ''الاصابہ'' (4/109) میں لکھتے ہیں:

کان عبد الله بن سعد بن أبی سرح یکتب للنبی صلی الله علیه وآله وسلم فأزله الشیطان فلحق بالکفار فأمر به النبی صلی الله علیه وآله وسلم أن یقتل یعنی یوم الفتح .....

''عبداللہ بن سعد بن ابی سرح نبی اکرم ﷺ کے لیے وحی کی کتابت کیا کرتا تھا، شیطان نے اسے بہکادیا، وہ کافروں سے مل گیا، نبی اکرم ﷺ نے فتح مکہ کے دن حکم دیا کہ اسے قتل کردیا جائے''۔

اس کو ابوداود نے اپنی ''سنن'' (4358) میں اور نسائی نے اپنی ''سنن'' (4069) میں روایت کیا ہے اور اس حدیث کی سند حسن ہے۔

امام بخاری نے اپنی ''صحیح'' (3617) میں، اسی طرح امام مسلم نے اپنی ''صحیح'' (2781) میں انس بن مالک سے روایت نقل کی ہے، الفاظ حدیث صحیح بخاری کے ہیں: وہ بیان کرتے ہیں:

کان رجل نصرانیاً فأسلم وقرأ البقرة وآل عمران فکان یکتب للنبی صلی الله علیه وآله وسلم فعاد نصرانیاً فکان یقول: ما یدری محمد إلا ما کتبت له فأماته الله فدفنوه فأصبح وقد لفظته الأرض.

''ایک شخص نصرانی تھا، وہ اسلام لے آیا، سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران اس نے پڑھ لیا۔ پھر وہ نبی اکرم ﷺ کے لیے وحی کی کتابت کرنے لگا۔ اس کے بعد مرتد ہوکر نصرانی

ہوگیا۔ وہ کہا کرتا تھا کہ محمد (ﷺ) کو کچھ پتا نہیں ہوتا تھا، انھیں وہی معلوم ہوتا تھا جو میں ان کے لیے لکھا کرتا تھا۔ اللہ نے اسے موت دے دی، لوگوں نے اسے دفن کر دیا لیکن جب صبح لوگوں نے دیکھا تو معلوم ہوا کہ زمین نے اس کی لاش اوپر پھینک دی ہے''۔

احمد نے اپنی ''مسند'' (3/120) میں صحیح سند کے ساتھ اور ابن حبان نے اپنی ''صحیح'' (3/19) میں انس رضی اللہ سے روایت نقل کی ہے، وہ کہتے ہیں:

كان رجل يكتب للنبي صلى الله عليه وسلم ثم ارتد عن الإسلام فلحق بالمشركين ثم مات ، فبلغ ذلك النبي صلى الله عليه وآله وسلم فقال: إن الأرض لن تقبله.

''ایک شخص تھا جو نبی ﷺ کے لیے وحی لکھا کرتا تھا، پھر وہ مرتد ہوکر مشرکوں سے جاملا، پھر کچھ دنوں بعد اس کا انتقال ہوگیا۔ جب نبی ﷺ کو اس کے مرنے کی خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا: زمین سے قبول نہیں کرے گی''۔

(3) بعض لوگ اللہ تعالیٰ کے مندرجہ ذیل ارشاد سے استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ معاویہ کے حالات سے تعرض اور ان کے سلسلے میں نبی ﷺ کے فرامین کا تذکرہ کرنا جائز نہیں ہے:

﴿تلك أمة قد خلت لها ما كسبت ولكم ما كسبتم ولا تسألون عما كانوا يعملون﴾.

''وہ ایک امت تھی جو گزر گئی، اس کے لیے وہی ہے جو اس نے کمایا ہے اور تمھاری کمائی تمھارے اپنے لیے ہے۔ وہ جو کچھ کرتے تھے، اس کے بارے میں آپ سے کچھ نہیں پوچھا جائے گا''۔

اس آیت سے ان کا استدلال کرنا فاسد ہے کیوں کہ آیت کریمہ یہ بتاتی ہے کہ ہم سے سابقین کے اعمال کے بارے میں نہیں پوچھا جائے گا یعنی ہمیں کسی ایسے کام پر عذاب نہیں دیا جائے گا جو ہم نے نہیں کیا، اسی طرح ہمیں کسی ایسے کام پر ثواب نہیں ملے

گا جو ہم نے نہیں کیا۔اس آیت کریمہ سے صرف یہی بات ثابت ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ میں یہ نہیں بیان کیا ہے کہ ماضی کے لوگوں کا تذکرہ کرنا ہمارے لیے حرام ہے اور نہ ان کی نیکیوں اور برائیوں کا ذکر کرنا ہمارے اوپر حرام ہے۔

اگر ایسا ہوتا تو اللہ تعالیٰ ہم سے ابلیس،فرعون،عاد،ثمود،سیدنا نوح علیہ السلام کی قوم، سیدنا یوسف علیہ السلام کے بھائیوں اور ان کے کردار اور مدینہ منورہ میں عہد نبوی میں منافقین کی سازشوں کا تذکرہ نہیں کرتا۔اللہ نے قرآن نے فرمایا ہے:

نحن نقص عليک أحسن القصص

''ہم آپ سے بہت اچھے واقعات بیان کرتے ہیں''۔

اگر آیت سے ان کا استدلال صحیح ہوتا تو پھر اللہ تعالیٰ اس قرآن مجید میں جس کی تلاوت عبادت ہے،فرعون اور ابولہب جیسے لوگوں کی مذمت کیوں کرتا حالانکہ یہ وہ لوگ ہیں جو ماضی کا حصہ بن چکے ہیں۔

اس طرح وہ جیسا ارادہ کرتے ہیں،اس آیت سے ان کا استدلال کرنا باطل ہے۔

(4) بعض لوگوں نے عمیر بن سعید کی مندرجہ ذیل حدیث کو بطور حجت پیش کیا ہے: وہ کہتے ہیں:

لا تذكروا معاوية إلا بخير فإني سمعت رسول الله يقول: اللهم اهد به.

''معاویہ کا ذکر اچھائی اور بھلائی سے کیا کرو کیوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ان کے حق میں یہ دعا کرتے سنا ہے: اے اللہ! معاویہ کو ہدایت عطا فرما''۔

اس حدیث کو امام ترمذی نے اپنی سنن (3843) میں روایت کیا ہے اور اسے ضعیف کہا ہے۔لیکن البانی نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔یہ ان کی غلطی ہے کیوں کہ اس حدیث کی سند میں عمرو بن واقد ہے جسے خود البانی نے کئی ایک مقامات پر متروک کہا ہے۔ملاحظہ ہو :سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ (2/341)،ائمہ حدیث کی ایک جماعت نے اس راوی کو جھوٹا قرار دیا ہے۔ملاحظہ کریں: تہذیب التہذیب (6/220،8/102)

(5) متعصب ناصبیوں نے اس حدیث سے بھی حجت قائم کی ہے یعنی بطور دلیل پیش کیا ہے:

اللهم علم معاوية الكتاب وقه العذاب.

''اے اللہ معاویہ کو کتاب الٰہی کا علم عطا فرما اور انھیں عذاب سے محفوظ رکھ''۔

اس حدیث کو امام احمد نے اپنی'' مسند''(4/127) میں اور ابن عدی نے اپنی کتاب'' **الكامل فی الضعفاء**''(6/2402) میں روایت کیا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ یہ دعا نبی اکرم ﷺ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو دی تھی، جن کے تفسیری اقوال اور تاویلات سے کتب تفاسیر بھری پڑی ہیں۔ معاویہ کے انصار نے اس دعا کو کو پلٹ کر اور اس میں تحریف کر کے اسے معاویہ کے حق میں کر دیا۔

پیش کردہ حدیث کی سند میں حارث بن زیاد راوی مجہول ہے جیسا کہ ''تہذیب التہذیب''(2/123) اور ''المیزان''(1/433) میں ہے۔ حافظ نے ابن عبدالبر سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے حارث کے بارے میں کہا کہ وہ مجہول ہے اور اس کی روایت کردہ حدیث منکر ہے۔

مسئلہ زیر بحث پر یہ مختصر تحریر اپنے اختتام کو پہنچی۔ ہم اللہ سے دست بہ دعا ہیں کہ وہ ہمیں ان لوگوں کی فہرست میں شامل فرمائے جو باتوں کو غور سے سنتے ہیں اور اس میں سے اچھی بات کی پیروی کرتے ہیں، وہ ہمیں ان حضرات کے زمرے میں بھی شامل فرمائے جو صرف اللہ کے لیے محبت کرتے ہیں اور اسی کے لیے دشمنی کرتے ہیں۔ ہمیں ایمان پر ثبات عطا فرمائے، اور ہمارا حشر سید المرسلین ﷺ کے جھنڈے تلے اپنے صالح بندوں، نبی اکرم ﷺ کے پاکیزہ اور مطہر اہل بیت اور آپ کے متقی اور مقبول صحابہ کرام کے ساتھ فرمائے۔ آمین۔

صلى الله عليه وآله وسلم، والحمد لله رب العالمين.